

خلافت عظمیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی صاحب قاضی الدین و خلیفۃ الدین
کرامت علیہ السلام و خلیفۃ الدین و خلیفۃ الدین
کرامت علیہ السلام و خلیفۃ الدین و خلیفۃ الدین

عثمانی پریس پرائیوٹ
طبع کراچیا

برآمد ۱۰۰۰ جلد
۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ھ

قیمت عام

فہرست مضامین "فت خلائ بنویہ"

صفحہ	خلاصہ مضامین
۱	خلافت بنویہ کا آغاز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مہاجرین و انصار کے اتفاق سے مسند خلافت پر متمکن ہونا۔
۲	عمر شریف مدت خلافت
۳	مشہور واقعات - ربیع الاول ۱۱ھ سے جمادی الآخرہ ۱۱ھ تک آپ کے غزوات اور دیگر حالات کا بیان - آپ کی وفات شریف۔
۸	اولیات - وہ امور جو سب سے اول آپ سے شروع ہوئے۔
۹	فضائل و اخلاق و عادات - آپ کے علم، صبر، تواضع، عبادت، خشوع، زہد و غیرہ فضائل

ب

صفحہ	خلاصہ مضامین
	حمیدہ کا ذکر۔
۱۲	خلافت سیدنا عمر فاروقؓ۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تخت خلافت پر بیٹھنا۔
۱۱	عمر شریفنا۔
۱۰	مدت خلافت۔
۱۳	مشہور واقعات بہ تفصیل سال ۱۲ھ سے ۲۳ھ تک فتوحات اسلامیہ و غزوات فاروقیہ وغیرہ کا ذکر اور آپ کی شہادت۔
۱۲	اولیات۔ چوبیس امور جن کا آغاز آپ سے ہوا۔
۱۵	سیاست۔ ملکی انتظام۔ اور عمال و حکام کا تقرر۔ نظام مملکت اور سیاست کے متعلق آپ کے مقرر کردہ زبردست اصول کا تذکرہ۔
۱۷	عہد فاروقی کے عمال و حکام کی ایک اجمالی فہرست اور ان کی گہرائی و نفیث حالات۔

صفحہ	خلاصہ مضامین
۲۰	فضائل و اخلاق و عادات - شاہان زمانہ پر انتہائی رُعب و داب، شوکت و جلال کے باوجود آپ کی سادگی، تواضع، اور کس نفیس وغیرہ
۲۴	خلافت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پھر باقی مہاجرین و انصار کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ عمر شریفنا۔ مدت خلافت۔ مشہور واقعات۔ ۲۳ھ سے ۳۵ھ تک روانگی جوش، قرآن کریم کی ترتیب و تنظیم، اور آپ کی شہادت وغیرہ کا تذکرہ۔ اولیات۔
۲۶	فضائل و اخلاق و عادات - آپ کے جو و کرم، شان و غنا و اولوالعزمی، خدمت اہل بیت وغیرہ کا بیان۔

صفحہ	خلاصہ مضامین
۳۱	خلافت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ - حضرت عثمان رضی کی شہادت کے دوسرے روز اصحاب کرام کا حضرت علی رضی سے بیعت کرنا۔
۳۲	عمر شریف -
۳۳	دلت خلافت -
۳۴	مشہور واقعات - ۳۶ھ سے ۴۰ھ تک کے حالات اور آپ کی شہادت -
۳۵	اسماء و اعمال و حکام عہد رضوی -
۳۶	اولیات -
۳۷	فضائل و اخلاق و عادات - علم ظاہر و باطن -
۳۸	اصابت فیصلہ و حکم - شجاعت و دلیری - حق پسندی و غیرہ کا بیان -
۳۹	خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
۴۰	خلافت راشدہ کا اختتام - امیر معاویہ رضی سے آپ کی صلح - زہر سے شہادت -
۴۱	عمر شریف -

صفحہ	خلاصہ مضامین
۳۷	مدت خلافت
۳۸	فضائل و اخلاق و عادات :- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ سے ساقی انتہائے محبت - حضور سے صورت میں مشابہت - آپ کا حلم و کرم - سخاوت و ہمت - ریاضت و عبادت -
۳۹	خلافت بنی امیہ - حضرت امیر معاویہ کا عہد خلافت - فتوحات اسلامیہ - آپ سے اخلاق و عادات - حلم و بردباری اور تدبیر و ہوشیاری -
۴۰	یزید بن معاویہ کا زمانہ اور حضرت امام حسینؑ کی شہادت ہائیکہ -
۴۱	معاویہ بن یزید کا عہد اور ان کی صلاح - حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت
۴۲	عبدالملک، ولید، سلیمان، اور ہشام کا اقتدار -

صفحہ	خلاصہ مضامین
۴۳	حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی خلافت اور شانِ نبویؐ و عبادت -
۴۴	مروان الحارث بن محمد کا قتل اور خلافت امویہ کا خاتمہ -
۴۶	جدول سنین خلفائے بنی امیہ خلافت بنی عباس - محمد بن علی یعنی حضرت عباسؓ کے پر پوتے سے دولت عباسیہ کا آغاز - لیکن مخفی طور پر -
۴۷	ابو العباس سفاح سے اظہار و اعلان کے ساتھ خلافت کی ابتدا -
۴۸	خلیفہ ہارون الرشید و مامون الرشید کی وسعت سلطنت، فیاضی و اولوالعزمی، علمی و ادبی کارنامے اور فتوحات کثیرہ -
۵۰	دربار مامون الرشید کے علماء و حکماء میں چند مشاہیر کے نام -
۵۱	خلفائے عباسیہ کا شجرہ حکومت -

صفحہ	خلاصہ مضامین
۵۳	مستعصم باللہ کے عہد میں تاتاریوں کا فتنہ - ہلاکو خاں کا بغداد پر حملہ اور بغداد میں خلافت کا خاتمہ
۵۴	مستنصر باللہ بن ظاہر بامر اللہ کا مصر پہنچنا - بیبرس سلطان مصر کا ان سے بیعت کرنا اور خلافت عباسیہ کا مصر میں آغاز -
۵۴	نفسہ خلفائے عباسیہ مصر -
۵۵	خلافت آل عثمان - تاتاری قوم میں - سے آل سلجوق وترکمان لوگوں کی ابتدائے حکومت -
۵۶	بلاد ترکستان کے ایک حاکم بیگو خاں پر اس کے سپاہیوں کا حاوی ہو جانا - پھر بیگو خاں کی ناراضگی کے سبب سلجوق کا جنہ میں جا کر مختصر حکومت قائم کر لینا اور مع تمام لواحقین سلمان ہو جانا -
۵۸	بیگو خاں سے سلجوق کی جنگ اور اس پر فتحیابی - لوز بخار کو دار السلطنت بنانا - سلجوق کے بعد اس کے بیٹے پھر پوتوں کا تخت نشین ہونا اور اسلام کی

صفحہ	خلاصہ مضامین
۵۹	حمایت کرنا۔ سلجوق کے پوتے طغرل بیگ کا زے کو دار السلطنت اور چغری بیگ کا مرو کو دار الحکومت بنانا۔
۶۰	سلاجقہ کی شاخیں اور سال ہائے حکومت
۶۱	علاء الدین کی قباد سلجوقی کی جانب سے آرمینیا کے رہنما زادہ سلیمان کا جلال الدین خوارزم شاہ سے بڑی شجاعت کے ساتھ لڑنا اور قباد کے منہرہن میں داخل ہونا۔ پھر سلیمان کے بیٹے طغرل اور پوتے عثمان کا قائم مقام ہونا۔ عثمان کو غازی کا خطاب ملنا اور شہزادی کے ساتھ نکاح ہونا۔

صفحہ	خلاصہ مضامین
۶۱	عثمان غازی کا بروصہ فتح کر کے دارالسلطنت قرار دینا اور اب تک اس سلطنت کا قیام۔ اہل یورپ کا اس سلطنت کی جیہ سائی کرنا۔
۶۳	جدول سلاطین آل عثمان۔
۶۶	نقشہ خلفائے آل عثمان
۷۳	سلطان سلیم خاں اول کی تخت نشینی۔ شام و مصر کی فتح۔ والی مکہ کے صاحبزادہ کا سلطان کو حرمین شریفین کی گنجیاں سپرد کرنا۔ غلبہ متوکل علی اللہ کا مصر سے سلطان کے ہمراہ قسطنطنیہ شریف لانا اور حقوق خلافت اُن کو تسلیم کرنا۔
۷۴	آل عثمان کے مقابلہ میں کسی کا دعویٰ خلافت نہ کرنا۔
۷۵	حکومت عثمانیہ کو ہمیشہ سے نصاریٰ کا بغض و عداوت کی نظر سے دیکھنا۔
	سلطان مراد خاں کا بلقان و بحرینس فتح کرنا۔
	یقصر روم کا مقدونیہ و البانیہ دے کر سلطان سے مغلوبانہ صلح کرنا۔

صفحہ	خلاصہ مضامین
۷۵	سلطان محمد خاں کا قسطنطنیہ کو فتح کرنا۔
۷۶	خلیفۃ المسلمین سلطان سلیم خاں اول کے بعد سلطان سلیمان اول کے عہد میں الجزائر اور یونان کا خلافت اسلامیہ میں داخل ہونا۔
۷۷	سویڈن میں ہمدی سے نصاریٰ کے پے درپے حملے اور دولت عثمانیہ کی کمزوری۔
۷۸	برطانیہ کی جالاکلی و عیارتی اور خلافت عثمانیہ سے چال چلنا۔
۷۹	انگریزوں کے بارہ میں پولین کا ایک نہایت درست قول۔
۸۱	خلیفۃ المسلمین حضرت سلطان عبدالحمید خاں غزل اور دستوری حکیمت کا آغاز۔ جنگ طرابلس۔
۸۲	برطانیہ کی حیلہ سازی۔
۸۳	غازی انور پاشا کا مخفی طور پر براہ مصر طرابلس پہنچنا اور وہاں کمان کرنا۔
۸۴	جنگ بلقان۔ جنگ جرسن و روس وغیرہ۔ قوسی

خلاصہ مضامین	صفحہ
<p>وجود کے سبب خلافت عثمانیہ کا جنگ میں شریک ہونا۔ بالآخر صلح کی گفتگو۔</p> <p>صلح کی بنا پر ترکوں کا ہتھیار کھول دینا۔ دول متحدہ کی غیاری و غداری۔ ترکی مقبوضات پر غاصبانہ قبضہ برطانیہ کے مخصوص انداز جبر و ستم۔ ابتدائے جنگ سے بعد کے بالکل فراموش کر کے مقامات مقدسہ پر قابض ہو جانا۔</p>	<p>۸۳</p>
<p>عین حالت یاس و پریشانی۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کا اعلامیہ ان کے لئے کھڑا ہو جانا۔ اہل یورپ کی رنگاری خاک میں ملنا۔</p>	<p>۸۴</p>
<p>خلافت کا تعلق ہندوستان سے مسئلہ خلافت کا اہم دینی اور ضروری مذہبی ہونا۔ ہر زمانہ میں تمام ممالک کے مسلمانوں کا خلفاء کے ساتھ اظہار نیاز۔ خاں ہندوستان کے سلاطین کا خلافت عظمیٰ کے ساتھ وابستہ ہونا۔</p>	<p>۸۵</p>
<p>خلافت اور قدیم ہندوستان۔ سلطان محمود غزنوی</p>	<p>۸۶</p>

خلاصہ مضامین	صفحہ
<p>علیہ الرحمہ کا خلیفہ فادر باللہ عباسی کے دربار میں عرضداشت بھیجنا۔ اکثر بلاد پر لقاؤ حکومت کی اجازت چاہنا۔ سومناٹ کے سفر سے واپسی پر سلطان کے نام خلیفہ کا گرامی نامہ صا در ہونا جس میں سلطان کو کف الدولہ والاسلام اور ان کے اغرا کو دیگر خطا بابت عطا فرمانا۔ ساتھ ہی جزاسان، نیمروز، خوارزم، اور ہندوستان کا جھٹکار روانہ کرنا۔</p>	
<p>سلطان محمد بن تغلق شاہ کا خلیفہ حاکم بامر اللہ الوالعباس سے غائبانہ بیعت پھر عہدہ بھیجنا۔ خلیفہ کے دربار سے منشور حکومت اور خلعت آنے پر سلطان کا جلس کرنا۔</p>	۹۲
<p>سلطان فیروز شاہ کو خلیفہ حاکم بامر اللہ کی بارگاہ سے فرمان حکومت ملنا اور سلطان کی مسرت و اظہار شکر۔</p>	۹۴
<p>شاہان مغلیہ کا خلافت اسلامیہ کے اقتدار کو تسلیم کرنا۔</p>	۹۵

صفحہ	خلاصہ مضامین
۹۶	روس و انگلستان کا خلافت عثمانیہ سے برسرِ پیکار ہونا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی نلے چینی اور ملکہ وکٹوریہ کو متوجہ کرنا۔
۹۸۔	انگلستان کے بڑے مورخین کا اعتراف کہ سلطان روم دینائے اسلام کے مذہبی پیشوا ہیں اور مسلمانانِ عالم کو وضعۂ آمادہ چما کر سکتے ہیں۔
۱۰۱	خلافت اور جدید ہندوستان۔
۱۰۲	اخیر پنج سالہ جنگ میں برطانیہ کا مسلمانانِ ہندوستان سے مستحکم و استوار عہد و پیمان کرنا۔ مسلمانوں کا اس وعدہ پر بھروسہ کر کے برطانیہ کو ہر قسم کی مدد دینا۔ برطانیہ کا اس جنگ سے سلامت نکل آنا اور حالات میں کا یاہلیٹ۔ تمام وعدوں کا فریب نہایت ہونا۔ خلافت عثمانیہ کی تقسیم و تجزیہ کے منصوبے اس وقت مسلمانوں کا بیدار ہونا۔ ہندوستان کے ہر گوشہ میں ملکی و مذہبی مجالس کا انعقاد۔
۱۰۳	خلافت کا قیام۔

صفحہ	خلاصہ مضامین
۱۰۴	حکومت برطانیہ کو توجہ دلانا اور تقاریر خلافت کی تدابیر۔ مولوی محمد علی صاحب کی سیادت میں مسلمانان ہند کا وفد انگلستان کو جانا۔
۱۰۵	مولانا عبدالباری صاحب کا فتویٰ مرتب کرنا۔ اس فتوے کا خلاصہ۔
۱۰۶	لارڈ چیمسفورڈ کے پاس تمام مغز مسلمانوں کی طرف سے درخواست بھیجا۔ درخواست کا خلاصہ۔
۱۱۱	والسٹرائے کے نام گاندھی جی کی عرضداشت۔
۱۱۶	مرکزی خلافت بمبئی کی جانب سے مسلمانان ہند کی خدمت میں درخواست کہ خلافت مقدسہ و مقامات محترمہ کی حرمت میں سعی بلیغ کریں۔ مفاد اسلام کے خلاف شرائط صلح طے کرنے کی صورت میں حکومت موجودہ سے ترک موالات و انقطاع تعلقات ٹھہریں۔ مسٹر گاندھی کے بعض فقرات پر اہل اسلام کے تشکیک اور ان کا دفعیہ
۱۲۰	بنگال، بہار، صوبہ متحدہ، اور دہلی میں جمعیتہ العلماء

نمبر	خلاصہ مضامین
	<p>کا قیام۔ اہل ہند کی متفقہ آواز میں شرکت۔ شرعی نقطہ نظر سے احکام مذہب کی اشاعت۔ مسئلہ غفلت کی اہم دینی حیثیت سے حکومت کو اطلاع۔</p>
۱۲۰	<p>۳۳ سالہ گورنر ہندوستانیوں کی درخواست پر گورنمنٹ کا متوجہ نہ ہونا اور اہل ہند کا اتمام حجت کے بعد ترک موالات پر سرگرمی سے عمل شروع کر دینا۔</p>
۱۲۲	<p>جمعیت علماء ہند کے اجلاس میں فتوے کا مرتب ہونا جس پر (۲۷ ۲۷) نامور علماء کے دستخط ہیں۔ فتوے مذکورہ کا خلاصہ۔ موالات یعنی محبت اور باہمی امداد اعدائے دین کے ساتھ حرام ہے۔</p>
۱۲۴	<p>ترک کونسل کے وجوہ۔</p>
۱۲۵	<p>پیشہ قانون حرام ہونے کے وجوہ۔</p>
۱۲۶	<p>سرکاری کالجوں اور اسکولوں میں ترک تعلیم و تعلیم کے وجوہ۔</p>
۱۲۷	<p>مقتول امداد حرام ہونے کے وجوہ۔</p>
۱۲۸	<p>آزیری مجسٹریٹ و اغوازی عہدے حرام ہونے کے وجوہ۔</p>
۱۲۹	<p>خطابات حرام ہونے کے وجوہ۔</p>

صفحہ	خلاصہ مضامین
۱۲۷	گورنمنٹ کی جملہ ملازمین جن سے اسکی انعام ہوئی ہو حرام نہیں بلکہ انھوں نے پولیس اور فوجی ملازمت -
"	دہلی میں ان اسلام کا مال خریدنا یا ان کے ہاتھ بیچنا جس سے انکو فائدہ حاصل ہونا جائز ہے -
"	ایسی چیزیں مسلم سے جو مسلمانوں پر حرام نہ ہو مگر نہ ہوں اور اتحاد و جانشین ہوں مگر مسلمانوں کو ایسی کوئی بات نہ کرنی چاہئے جو نہایت کے خلاف ہو -
۱۲۸	حضرت مصنف کتاب کے مرتب کردہ فتوے کا خلاصہ -
۱۲۹	حضرت مصنف کے رسالہ "فضل الخطاب" کا خلاصہ جس میں ترک خطاب کی ضرورت ثابت کی گئی ہو -
۱۳۰	باقاعدہ جدوجہد و نظام کے ساتھ تحریک خلا کی کامیابی، تمام ملکات میں صوبہ دار، ضلع دار، تحصیل دار، ملازمین کی قیام - قدرت کی کامیابی سے آگے کر و مسلمانوں کی آواز اور قلمی جذبات کا اتحاد ہر اور ان وطن کا تحریک ترک موالات میں شریک ہونا - کلکتہ کی وقتی کانگریس میں اس کے نظام عمل کی منظوری - پھر ناگپور میں جس میں ہندو گان ہند کا اجتماع اور کانگریس میں اتفاق کامل بخوبی ترک موالات کی منظوری -
۱۳۱	اس تحریک پر قوم و ملک کے باغواں و مشہور افراد کا ایک گناہ خطاب کی اور کلکتہ میں برٹری، فوج و پولیس دہلی کی ملازمت کا ترک چیز حضرت کے نام -
۱۳۲	حکومت کا اعلیٰ کلمہ "الحی کو حرم قرار دینا مگر خدا کا راکم" اور سچے مسلمانوں اس سے خوف نہ کرنا - گرفتار ہو کر پیل میں جانا یعنی مشہور حضرت کے اسامی و گرامی -
۱۳۳	اہل وطن اور ہندو صحابان کی بہمت و جوش اور بعض صاحبوں کے نام -
۱۳۴	مرکزی خلافت عہدی کی سرگرمی و کوشش -

اللہ اکبر

خلافت نبویہ



اول الخلفا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

صدیق اکبر ہاجرین و انصار کے شوری و اتفاق سے تخت خلافت پر ٹھکان ہوئے اور تمام اصحاب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی یہ سلسلہ خلافت پرستوں جاری ہے مگر منافق ہے کہ دور اول خلافت الٰہیہ کا تھا جو آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہو گیا۔
اب دور ثانی کی ابتدا ہوتی ہے جو خلافت نبویہ سے موسوم ہے۔
دور اول کے خلفاء عظام ”خليفة الله“ کے لقب سے ملقب ہوئے اور دور ثانی کے خلفاء کرام ”خليفة رسول الله“ کے لقب سے۔
حضرت صدیق اکبر کو لوگوں نے خلیفۃ اللہ کہہ چکا اور آپ نے فرمایا کہ میں ”خليفة رسول اللہ ہوں اور اسی سے خوش ہوں“

عمر شریف - ۳۶ سال کی ہوئی

مدت خلافت - دو سال چند ماہ - ربیع الاول ۱۱۸۸ھ سے -

جمادی الآخرہ ۱۱۹۰ھ تک -

مشہور واقعات - صدیق اکبرؓ نے بیعت کے دوسرے ہی روز

اُس لشکر کو روانہ کرنے کی تیاری کر دی جس کے لئے نبی کریمؐ، وحی لا اظہار

لئے حکم فرمایا تھا اور حضورؐ کی شدتِ حالات و واقعہ وفات کے باعث

اُس کی تکمیل نہ ہو سکی تھی - آپؐ نے سات سو ہزار مرد و ان رومیوں کی

گوشمالی کے لئے منتخب فرمائے تھے جنہوں نے بمقام موتہ شہنہ میں

جیش اسلام کو تباہ کر ڈالا تھا اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اس جیش کا

سالار مقرر کیا تھا - حضرت ابو بکرؓ نے فرمان نبویؐ کی تعمیل میں خلافت

کے بعد فوراً حکم جاری کر دیا کہ اسامہؓ کے لشکر کی تیاری کر دینا چاہئے و

تا مزد لوگوں میں سے ایک شخص بھی مدینہ میں نہ رہے بلکہ مقام جُرف

پر (جو مدینہ کے قریب ایک میدان ہے) سب مجتمع ہو جائیں - اسی

اثناء میں بعض عائد و قبائلِ عرب کے مرتد ہونے اور یہود و نصاریٰ

کے سرکشی کرنے کی خبریں مسلسل وپے درپے پہنچیں - یہ وقت اہل اسلام

پر نہایت سخت تھا - سیدنا ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اُس زمانے میں

مسلمان بکریوں کے اُس گلہ کی طرح تھے جو جاڑے کی سرد رات میں

بحالتِ بارش بے گلہ بان کے کسی میدان میں رہ جائے -

لشکر کی تیاری کی خبر پا کر اصحاب کرام نے حضرت صدیق ہند سے عرض کیا کہ جو صحابہ حبش اُسامہ میں جا رہے ہیں وہ منتخب اور چیدہ اشخاص ہیں ایسی حالت میں جمعیت اسلام کو پر اگندہ کر دینا موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ آپ نے جواب دیا قسم اُس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مجھے یہ گمان بھی ہوتا کہ درندے جھکواٹھا لیجائیں گے تو بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل میں حبش اُسامہ ضرور روانہ کرتا اور اگر آبا دیوں میں میرے سوا کوئی باقی نہ رہتا جب بھی قطعاً روانہ کرتا۔ پھر عام جمع میں خطبہ دیکر تیاری کا حکم فرمایا۔ جب تمام حبش بمقام جرف جمع ہو گیا تو امیر عسکر حضرت اُسامہ نے حضرت عمرؓ کی زبانی کہا بھیجا کہ مجھے اپنی روانگی کے بعد حرم نبوی، خلیفہ رسول اللہ اور بقیہ مسلمانوں پر کفار کے حملہ کا خوف ہے اگر آپ اجازت دیں تو مدینہ واپس آجاؤں۔ ادھر انصار نے پیغام بھیجا کہ اگر آپ کا مقصد قصد حبش روانہ کرنے کا ہے تو حضرت اُسامہ کی جگہ کسی دوسرے معمر شخص کو افسر بنا کر بھیج دیجئے۔ اس پیغام پر آپ بیتاب ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُسامہ کو امیر عسکر مقرر کیا تم مجھے ہدایت کرتے ہو کہ اُن کو معزول کر دوں۔ پھر خود مقام جرف پر جا کر لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ آپ پیادہ پا اور اُسامہ سوار تھے۔ انھوں نے کہا یا تو آپ بھی سوار ہو جائیے یا مجھے پیادہ پا چلنے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا

نہیں سمجھیں گے کہ تم کو اترنے کی اجازت دوں گا۔ میں ایک
 ساعت راہ خدا میں قدم خاک آلود کروں گا تو میری کیا شان جاتی
 رہے گی۔ راہ خدا میں غازی کے ایک ایک قدم پر سات سو درجے
 بلند ہوتے ہیں۔ سات سو گناہ معاف ہوتے ہیں اور سات سو
 نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ آراں بعد لشکر کو حسب ذیل نصیحت فرمائی۔
 ”میں تم کو دشمن باقوں کا حکم دیتا ہوں اُن کو خوب یاد رکھنا۔ خیانت نہ کرنا
 دھوکہ نہ دینا۔ سردار کی نافرمانی نہ کرنا۔ کسی کے ناک کان وغیرہ
 نہ کاٹنا۔ نہ بچے، بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا۔ کھجور یا کسی اور پھل وار
 درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا۔ بکری گائے اور اونٹ کو ضرورت طعام کے
 بغیر ذبح نہ کرنا۔ تمہارا گذر ایسے لوگوں پر ہوگا جو عبادت خانوں میں
 گوشہ نشین ہیں انہیں اُن کی حالت پر چھوڑ دینا۔ تم ایسے لوگوں کے پاس
 پہنچو گے جو تمہارے لئے انواع و اقسام کے کھانے برتنوں میں رکھ کر
 لائیں گے جب تم اُن کو کھاؤ تو اللہ کا نام لیتے جانا۔ تم کو بعض ایسی توبہاں
 ملیں گی جن کے سر کے درمیان بال منڈے ہوں گے اور اس پاس پٹھے
 چھوٹے ہوں گے اُن کو سزا دینا۔ خدا کا نام لیکر روانہ ہو جاؤ۔ اللہ تم کو
 حربہ اور طاعون سے محفوظ رکھے“

عَزَّ وَجَلَّ ربيع الآخر ۱۱۰۰ھ کو یہ چیش روانہ ہو کر منزل مقصود پر پہنچا اور چالیس
 یا کچھ زائد روز میں فرمان نبوی کی تعمیل کر کے واپس آگیا۔ اس سے تمام

قبائل میں مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔

جمادی الاخرہ ۳۷ھ میں آپ نے حضرت خالد بن الولید کو ان لوگوں کے مقابلہ پر روانہ فرمایا جو کوفہ کے منکر ہو گئے تھے چنانچہ انھوں نے جا کر قبیلہ بنی اسد اور غطفان سے مقابلہ کیا بعض کو سزائیں دیں اور باقی نے اسلام کی طرف رجوع کیا۔

رمضان ۳۷ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ جو بیس سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

شوال ۳۷ھ میں حضرت صدیق اکبرؓ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ کی وفات ہوئی۔ اسی سال کے آخر میں حضرت خالدؓ نے مقام یمامہ کی جانب مسیلہ کذاب کی سرکوبی کو روانہ ہوئے مسیلہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخر عہد میں نبوت کا ادعا کیا تھا اور ملک نجد کے مقام یمامہ میں سکونت پذیر تھا۔ صدیق اکبرؓ نے اس کے مقابلہ پر اس لشکر کو بھیجا جس میں انصار کے امیر ثابت بن قیسؓ اور مہاجرین کے سردار زید بن خطابؓ حضرت عمرؓ کے بھائی ابی شہل تھے۔ جب حضرت خالدؓ یمامہ پہنچے تو مسیلہ کذاب کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار نفوس تک پہنچ چکی تھی۔ مسیلہ آپ کی خبر سن کر مقام عقر بار کی طرف بڑھ آیا اور وہیں صف آرا ہو گئی۔ بڑی سخت زبردست جنگ

واقع ہوئی اور نہایت جان توڑ مقابلہ طرفین سے پیش آیا۔ مورخ طبری لکھتے ہیں کہ اس سے زیادہ سخت معرکہ کبھی مسلمانوں کو پیش نہیں آیا۔ بالآخر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ وحشی قاتل امیر حمزہؓ نے حمزہ بہ پھینک کر مسیئہ کے مارا جس سے وہ مر کر پڑا۔ اس سے اہل باطل بدحواس ہو کر بھاگنے لگے۔ مقام حدیقہ پر دقل ہزار مرتد مارے گئے اسی لئے اس کا نام حدیقۃ الموت مشہور ہو گیا۔ بہت انصار و ہاجرین اس معرکہ میں شہید ہوئے۔

سلسلہ میں سیدنا ابوبکرؓ نے عمار بن الحضرمی کو بحرین کی جانب عکرم بن ابی جہل کو عثمان کی جانب، حجاج بن ابی امیہ کو اہل بخیر کی طرف اور زیاد بن لبید انصاری کو ایک اور گروہ کی طرف بھیجا۔ یہ تمام گروہ مرتد ہو گئے فتنے۔ اُن کو سراوی گئی۔ اسی سنہ میں جب حضرت خالد بن اہل ارتداد کے قتال سے فارغ ہو گئے تو آپس نے اُن کو ارض بصرہ کی طرف روانہ فرمایا۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے شہر اُبلہ پر جنگ کی اور اس کو فتح کر لیا۔ نیز مدائن کسریٰ جو عراق میں ہے فتح کیا۔ اسی سال میں حضرت صدیقؓ نے حج ادا کیا۔

وہاں سے واپسی کے بعد سلسلہ میں حضرت عمرؓ بن العاصؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت شمر بن ذی الجہنہؓ اور حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہم کو چار افواج کا امیر بنا کر ملک شام کی طرف

بھیجا۔ رومیوں کا لشکر مقام ”واقصہ“ پر آتراجو دریائے ”یرموک“
 کے کنارے پر آباد تھا۔ اُن کے سامنے دریائے یرموک تھا اور
 پشت پر ایک اونچا پہاڑ۔ اسی وجہ سے مسلمان حملہ سے مجبور تھے اور
 تین مہینے تک محاصرہ کئے پڑے رہے۔ صفر کے مہینے میں یہ خبر مدینہ
 منورہ پہنچی کہ حضرت صدیق نے خالد بن الولیدؓ کے نام فرمان جاری
 کیا کہ عراق سے شام کی تیاری کر دو۔ وہ نہایت سرعت سے روانہ
 رہے۔ آخر میں یرموک پہنچ گئے۔ ہر قتل کی فوج دو لاکھ تھی اور
 مسلمانوں کی پچھلے لیس ہزار۔ اس کثرت پر بھی رومی ایک ماہ تک
 خندق میں چھپے رہے مذہبی پیشوا بہت ابھارتے اور نصرا منیت
 کی بنا ہی و بربادی کا نام کہتے تھے لیکن کچھ اشد نہ ہوتا تھا بالآخر پانچ ماہ
 کے محاصرہ کے بعد جنگ پر آمادہ ہوئے۔ اس معرکہ میں مسلمان جوڑتیں
 بھی شریک قتال و مصروف کار تھیں۔ اُن کے دستے جدا گانہ تھے۔
 جو پر یہ رن بنت ابوسفیان کا دستہ خصوصیت سے قابل تذکرہ ہے۔
 تین ہزار مسلمان شہید ہوئے مگر آخر کار حق کو غلبہ اور باطل کو شکست
 ہوئی۔ اس جنگ سے رومیوں کے دل پر مسلمانوں کا رعب چھا گیا
 اور فتوحات کا سلسلہ متواتر جاری رہا۔ اس غزوہ کا ایک خاص واقعہ
 یاد رکھنے کے لائق ہے کہ شروع میں اہل روم نے ایک عرب جاسوس
 مسلمانوں کی فوج میں بھیجا تھا وہ شب و روز حالات کی تفتیش کرتا رہا۔

واپس گیا تو اُس نے بیان کیا کہ ”مسلمان رات میں درویش دعا بدیں
اور دن میں شہسوار۔ انصاف و حق پرستی اس درجہ ہے کہ اگر اُن کا
شناہزادہ چوری کرے تو اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالیں اور زنا کرے تو سنگسار
کر دیں۔“

اسی سال میں مرج الصفر کا واقعہ پیش آیا اور مشرکوں کو ہزیمت
نصیب ہوئی۔

جمادی الآخرہ ۳۱ھ میں حضرت صدیق اکبرؓ نے وفات پائی۔

اولیات وہ امور جو سب سے اول آپؐ سے شروع ہوئے یہ ہیں۔

(۱) جو اہل میں سب سے اول اسلام لائے (۲) قرآن شریف
کو جمع کیا (۳) اُس کا نام مصحف رکھا (۴) بیت المال قائم کیا۔

(۵) آپؐ خلیفہ موسوم کئے گئے (۶) آپؐ کے لئے وظیفہ مقرر کیا گیا۔

(۷) آپؐ کو لقب دیا گیا یعنی ”عقین“

فضائل و اخلاق ایک روز رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وعادات اپنے اصحاب کرامؓ سے دریافت فرمایا آج تم

میں سے روزہ کس نے رکھا حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ میں نے۔

فرمایا کہ جنازہ کے ساتھ کون گیا۔ جواب دیا میں۔ پوچھا محتاج کو کھانا

کس نے کھلایا جواب دیا کہ میں نے۔ دریافت کیا بیمار کی عیادت

کس نے کی عرض کیا میں نے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا یہ اوصاف

جس میں جمع ہوں گے وہ ہستی ہے۔

قبول اسلام کے وقت آپ کا سرمایہ چالیس ہزار درہم تھا جس کو اسلام کی خدمت اور نبی کریم روحی و لغوی کی نصرت میں صرف کرتے رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جس قدر فائدہ ایک بکرہ کے مال نے ہم کو پہنچایا کسی کے مال نے نہیں پہنچایا۔ جب ہجرت کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے تو پانچ ہزار درہم باقی تھے جن سے خدمت اسلام کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ تجارت کیا کرتے تھے۔ خلافت کے بعد بھی یہ شغل قائم رکھا۔ روزانہ دوڑیں مہار پر چا دیں رکھ کر بازار لے جاتے اور خرید و فروخت کرتے۔ چھ ماہ تک یہی حالت رہی جب خلافت کے مشاغل و فرائض کی کثرت ہو گئی اور فرصت مفقود ہوئی تو اصحاب کرام کو مجتمع کر کے فرمایا اب خلافت کا شغل تجارت کی مہلت نہیں دیتا اور میں اہل و عیال کی کفالت نہیں کر سکتا۔ صحابہ نے بیت المال سے آپ کے مصارف معین کر دیئے۔

قبل خلافت محلہ کی لڑکیاں آپ کے پاس بکریاں لایا کرتیں جن کا دودھ آپ دوہ دیتے۔ جب خلیفہ ہو گئے تو لڑکیوں نے دیکھ کر کہا اب یہ دودھ نہ دوہیں گے۔ فرمایا ضرور دوہوں گا مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس عہدہ سے میری کسی عادت میں

فرق نہ آئے گا۔ چنانچہ کبھی اُن کی بکریاں چرائے کو لے جانے
 اور کبھی دو دو دھو دیئے۔ بعض اوقات اپنی بکریاں بھی چرائے
 لے جایا کرتے۔ مدینے کے کنارے ایک نابینا ضعیفہ بہتی تھی جس کے
 پاس حضرت عمرؓ برابر خدمت کرنے کے قصد سے جایا کرتے لیکن
 جس وقت وہاں پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی شخص مجھ سے پہلے
 ہی خدمت کر کے چلا گیا۔ ایک دن دروازے میں پوشیدہ طور پر
 کھڑے ہو گئے۔ وقت معین پر ایک صاحب آئے تو دیکھا کہ حضرت
 ابوبکرؓ ہیں۔ ایک روز آپ کی بیوی نے شیرینی کی فرمائش کی تو جواب
 دیا کہ میرے پاس دام نہیں۔ کہا آپ کی اجازت ہو تو روزانہ خرچ
 میں سے کچھ دام بچا کر جمع کر لوں۔ فرمایا اجازت ہے۔ چند روز کے
 بعد کچھ پیسے اکٹھے ہو گئے تو آپ کو دئے اور کہا اب شیرینی لا دو۔
 آپ نے پیسے لے کر فرمایا معلوم ہوا کہ یہ ضروری مصارف سے زیادہ
 ہیں لہذا بیت المال کا حق ہیں۔ اس کے بعد وہ پیسے بیت المال
 میں بھیج دیئے اور اپنا وظیفہ اُسی قدر کم کر دیا۔ ایک بار مجلس میں
 تشریف فرمائے کہ ایک شخص نے اُکر کہا ”السلام علیکم یا خلیفۃ
 رسول اللہ“ فرمایا تمام مجمع میں سے مجھے خصوصیت کے ساتھ کیوں
 سلام کیا۔ کوئی شخص آپ کی تعریف کرتا تو کہتے اے خدا تو میری حالت
 کو مجھ سے بہتر جانتا ہے اور میں اپنا حال تعریف کرنے والوں سے

زیادہ جانتا ہوں۔ میرے ساتھ جیسا ان کا گمان ہے اس سے
 مجھ کو بہتر بنا دے۔ میرے وہ گناہ بخش دے جو ان کو معلوم نہیں۔
 اور جو کچھ یہ کہتے ہیں اس کا مواخذہ مجھ سے نہ کرنا۔ اپنا سارا کام
 خود اپنے ہاتھ سے کیا کرنے دوسروں سے کوئی کام نہ لینے۔ یہاں تک
 کہ اونٹ پر سوار ہوتے اور نیکیں ہاتھ سے چھوٹ جاتی تو خود پیچھے
 اتر کر اس کو زمین سے اٹھانے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا
 کہ آپ ہم سے کیوں نہیں ارشاد فرما دیتے۔ جواب دیا ان جیسی
 صلے اللہ علیہ وسلم امدنی ان کلا اسئل الناس شیئاً یعنی
 میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں لوگوں
 سے کوئی چیز نہ مانگوں۔ تکبر و تفاخر کے شاہد سے بھی اجتناب
 فرمانے تھے۔ سرِ خلافت پر جلوہ گر ہونے کے بعد جب پہلی مرتبہ
 عمرہ ادا کرنے کے لئے گئے تو لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔
 فرمایا تم سب اپنی اپنی راہ چلو اور تمام لوگوں کو علاحدہ کر دیا۔
 ایک دن مدینہ شریف کے بازار میں تشریف لے گئے تو کمرے سے
 معمولی چڑے کی پیٹی بندھی تھی۔ ایک ہمارا ہی نے دیکھ کر حسرت
 سے کہا کہ یہ کیا حالت ہے فرمایا اسلام کے اثر سے فضول
 کو قمار سے لطف ہو گئے۔

خلافتِ سیدِ عارفِ رقیؒ

تعالیٰ عنہ

سیدنا ابوبکرؓ نے آپؐ کی خلافت کے لئے وصیت فرمائی اور آپؐ کو اپنا ولی عہد مقرر فرما دیا تھا چنانچہ ۲۲۔ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو فاروق اعظمؓ خلافت پر جلوہ آرا ہوئے۔ آپؐ نے فرائض خلافت کو نہایت عمدہ طریقہ سے انجام دیا، بکثرت مالک فتح کئے، اور بلاد اسلامیہ کا انتظام بہت خوش اسلوبی سے فرمایا۔ آپؐ کے عہدِ خلافت میں دمشق، حمص، بلعلک، بصرہ، ابلہ، اردن، امواز، مدائن، مکریت، بیت المقدس، قنسرین، حلب، انطاکیہ، منبج، سروج، قرقسیا، جندیسا پور، حلوان، ترہی، شمیکسا، حران، نصیبین، موصل، قیساریہ، مصر، شتر، اسکندریہ، نہاوند، آذربائیجان، دیور، ماسبدان، ہمدان، طرابلس الغرب، رسی، عسکر، قرمیس، کرمان، سجستان، مکران، اصحان اور اس کے اطراف پر اسلامی اقتدار قائم ہوا۔

عمر شریف ۶۳ سال کی ہوئی۔

دلت خلافت | دس سال چند ماہ۔ جمادی الآخرہ ۱۳ھ سے

ذی الحجہ ۳۳ھ تک -

مشہور واقعات تفصیل سال ۱۳۳ھ دمشق کچھ صلح اور کچھ

غلبہ سے فتح ہوا - حمص و بلبلک صلح سے فتح ہوئے - بصرہ و ابلہ غلبہ سے فتح ہوئے - نماز تراویح کے لئے آپ نے لوگوں کو جمع کیا -

۳۳ھ اردن کا مقام طبریہ صلح سے اور باقی مقامات غلبہ

سے فتح ہوئے - یرموک و قادسیہ کا واقعہ ہوا - حضرت سعدؓ نے

کوفہ کو شہر بنایا - حضرت فاروقؓ نے دیوان (محکمے) قائم کئے اور

عمال کی تنخواہیں مقرر فرمائیں -

۳۳ھ اہواز و مدائن فتح ہوئے - سعدؓ نے ایوان کسرے میں

نماز جمعہ پڑھائی اور یہ عراق میں سب سے پہلا جمعہ تھا - جلولا کا واقعہ

ہوا - یزدجرد بن کسرے ہزیمت کھا کر رے کی طرف بھاگا - تکریت

فتح ہوا - سیدنا فاروقؓ اعظم بنفیس بنفیس بیت المقدس تشریف لے

گئے اور اُس کو بصرہ صالحت فتح فرمایا - قنسرین و سروج غلبہ سے اور

حلب، انطاکیہ، پنج، توفیسار صلح سے مفتوح ہوئے - ماہ ربیع الاول

میں حضرت علیؓ کے مشورہ سے آپ نے تاریخ ہجری معین فرمائی -

۳۳ھ مسجد نبویؐ کی توسیع فرمائی - حجاز میں قحط غلیم واقع

ہوا جس کے سبب اس سال کا نام عام الرمادہ رکھا گیا - آپ نے

رسول اکرم ﷺ کے عم مکرم حضرت عباسؓ کے توسل سے

بارش کی دعا مانگی اور کثرت سے منہ برسا۔

۱۸؎ جندبہ جو صلح سے اور حلوان غلبہ سے مفتوح ہوا۔
عمواس میں طاعون واقع ہوا۔ رہی، شمشیطا غلبہ سے اور حراں،
نصیبین، موصل وغیرہ صلح سے فتح ہوئے۔

۱۹؎ قیساریہ غلبہ سے فتح ہوا۔

۲۰؎ مصر غلبہ سے فتح ہوا اور بعض کا قول ہے کہ مصر کا انتقام
اسکندریہ صلح سے اور باقی مقامات غلبہ سے فتح ہوئے۔ شستر مفتوح
ہوا قیصر روم ہلاک ہو گیا۔ فاروق اعظم نے یہود کو خیبر و بخران سے
جلاد وطن فرمایا اور خیبر و وادی القریٰ کو تقسیم کیا۔
۲۱؎ اسکندریہ، مہاوند، برقد وغیرہ فتح کئے گئے۔

۲۲؎ آذربائیجان، دینور، اسبدان، ہمدان، طرابلس الغرب
ری، عسکر، قوس مفتوح ہوئے۔

۲۳؎ کرمان، سیستان، مکران، اصبھان وغیرہ پر فتح حاصل
ہوئی اور حج سے واپسی کے بعد آپ کی شہادت ہو گئی۔

اولیات (۱) بیت المال قائم کیا (۲) عدالتیں بنائیں۔

(۳) آپ کو امیر المومنین کا لقب دیا گیا (۴) ممالک مفتوحہ کو صدوق
پر تقسیم کیا (۵) پیالیش جاری کی (۶) نہرں جاری کیں (۷)
قاضی معین فرمائے (۸) عشر مال تجارت پر درآمد کا محصول حصہ

مقرر کیا (۹) سنہ اورتاریخ پجری کی تعیین فرمائی (۱۰) مکہ مکرمہ سے
مدینہ منورہ تک مسافر خانے اور کنوئیں بنوائے (۱۱) شہر وں میں
مہمان سراہیں بنوائیں (۱۲) مساجد میں وعظ و پند کا طریقہ مقرر کیا۔
(۱۳) نماز تراویح جماعت سے ادا کی (۱۴) نماز جنازہ میں چاکر
تکبیر وں پر اصحاب کا اجماع قائم کرا دیا (۱۵) رات میں گشت کرنے
اور مخلوؤں کا حال دریا و منت کرنے کا طریقہ اختیار کیا (۱۶) ممالک غیر
کے کفار اور اہل حرب سودا گروں کو بلاد اسلامیہ میں آکر تجارت کرنے
کا اذن عطا فرمایا (۱۷) اماموں، موذنوں اور ملکی خدمت کرنے والے
اشخاص کی تنخواہیں معین کیں (۱۸) شراب خواری کی حد میں ۸۰ دھڑے
معین کئے (۱۹) دیوان (رجسٹر) مرتب کر کے مجاہدین و غزاة و جہزہ
کے اسماء و راج فرمائے (۲۰) دُورہ بنایا (۲۱) گھوڑوں کی زکوٰۃ لی۔
(۲۲) ایک ایسا مکان بنایا جس میں اٹا، ستو، انگور، چھوڑے
وغیرہ جمع رہتے تھے جن سے ضرورت مند مسافروں کی اعانت
کی جاتی تھی (۲۳) اہانت و لد کی ممانعت فرمائی۔ (۲۴)
ہجو کہنے پر تلخیر مقرر کی۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیاست
اور نظام مملکت کے ایسے دہرے

سیاست، ملکی انتظام
اور عمال و حکام کا تقرر

بہتر اور مفید اصول و قواعد وضع و بطریق مقرر فرمائے ہیں جو انتظام ملک کے
 لئے بے حد ضروری و کارآمد ہیں۔ آج صدیاں گزر گئی ہیں، عالم میں
 سیکڑوں انقلاب ہو چکے ہیں، زمانہ بے شمار پلٹے لے چکا ہے،
 لیکن مجھ پر آمیزہ ہی اصول اختیار کرنے پڑتے ہیں، انہیں طریقوں
 پر کاربند ہونے کی ضرورت ہوتی ہے جو اب سیریزہ سو برس پہلے
 سلطان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نائب نے مقرر کئے تھے۔
 آپ نے ممالک مفتوحہ و مغبوطہ کو صوبوں اور ضلعوں پر تقسیم
 فرما کر کئی کئی عہدہ دار مقرر فرمائے تھے جو انتظام و اہتمام ملک کے
 ذمہ دار تھے۔ ہر صوبہ میں عموماً حسب ذیل عہدہ دار رہتے تھے۔
 والی جو تمام صوبہ کا حاکم ہوتا تھا کاتب بحاکم صوبہ کا میرنشی کاتب دیوانہ
 فوجی دفتر کا میرنشی۔ صاحب الخرج۔ صیغہ مال کا افسر صاحب الصدقات
 پولیس افسر صاحب بیت المال۔ افسر خزانہ۔ قاضی۔ منصف یا صدر
 حسب ضرورت اضلاع میں بھی عامل، قاضی، افسر خزانہ ہوتے تھے
 مگر یہ سب والی صوبہ کی نگرانی میں رہتے تھے۔ عرب میں دستور تھا کہ
 ملکی خدمات پر معاوضہ لینا پسند نہیں کیا جاتا تھا لیکن آپ نے اس
 رسم کو اصول سیاست کے مخالف سمجھ کر ٹوٹ دیا اور حکام و اہل فوج کی دیا
 وادانت قائم رہنے کے خیال سے بیش از بیش سالانہ وظائف مقرر
 کر دیئے۔ اسلامی ممالک کو آپ نے آٹھ صوبوں پر تقسیم کیا۔ مکہ معظمہ

مدینہ طیبہ - شام - جزیرہ - بصرہ - کوفہ - مصر - فلسطین =
 فلسطین کو معاہدہ امن کے بعد دو حصوں میں تقسیم کیا ایک کا صدر مقام
 ایلینا اور دوسرے کا رملہ معین فرمایا۔ مصر کے بھی دو حصے کر دیئے
 تھے ایک بالائی حصہ جو صعید سے موسوم ہے جس کے متعلق ۲۸ ضلع
 تھے دوسرا نشیب کا حصہ جو پندرہ ضلعوں پر مشتمل تھا۔ ملک فارس
 و غیرہ کا انتظام آپ نے بدستور سابق جاری رکھا۔ فارس میں ۱۵ صخر -
 شیراز - نوبندجان - جور - گازرون - قتا - دارابجرد - اردشیر -
 سابور - اہواز - جندیسا پور - سوس - نهر پیری - مناخر - لشتر -
 رام ہرمز = خراسان میں نیشاپور - ہرات - مرو - مرو رود - فاراب -
 طالقان - بلخ - بخارا - بادغیس - باورد - غرستان - طوس -
 سرخس - جرجان = آذربائیجان میں طبرستان - رے - قزوین -
 ریجان - قم - اصفہان - ہمدان - ہناوند - دینور - حلوان - ماسند
 مہرجان - شہر نور - صامغان و غیرہ اضلاع تھے۔ آپ کے عہد
 مبارک میں جو عمال و حکام ملک و حکومت کے نظام پر قرار رکھنے
 کے لئے معین تھے ان کی ایک اجمالی فہرست درج ذیل ہے۔

اسم و احوال عہدہ دار	نام عہدہ	نام صوبہ یا ضلع
حضرت ابو عبیدہ بن الجراح - عشرہ مبشرہ میں سے ہیں	والی	شام
یزید بن ابوسفیان - بنو امیہ میں بہت لائق تھے۔	"	"

اسم و احوال عمدہ دار	نام عمدہ	نام شہر یا ضلع
حضرت امیر معاویہؓ - سیاست میں آپ کو خاص ملکہ تھا۔	والی	شام
حضرت عمرو بن العاصؓ - آپ نے ہی مصر کو فتح بھی کیا تھا۔	"	مصر
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔	"	کوفہ
عتبہ بن غزوٰںؓ - نامور صحابی اور بصرہ کے آباد کرنے والے۔	"	بصرہ
ابو موسیٰ اشعریؓ - جلیل القدر صحابی۔	"	"
نافع بن عبد الجارثؓ -	"	مکہ معظمہ
خالد بن العاصؓ -	"	"
عثمان بن العاصؓ -	"	طائف
یعلیٰ بن امیہؓ -	"	یمن
علاء بن الحضرمیؓ -	"	"
نعمانؓ -	صاحب الخراج	ہمدان
حذیفہ بن الیمانؓ -	والی	"

اسم و احوال عمدہ دار	نام عمدہ	نام صوبہ یا ضلع
عیاض بن غنم - خلیج بنزیرہ	والی	جنزیرہ
عمر بن سعد	"	حصص
خالد بن حنظل	حب المال	اصفہان
سمہ بن جندبہ	"	سوق الہواز
نعمان بن عدی	"	ميسان
علقمہ بن حکیم	والی	ایلیا
علقمہ بن مجزر	"	رملہ
قدامہ بن مطعون	حب الخراج حب الاخذ	بحرین

تمام عمال سے تعین کے وقت یہ عمدہ و پیمان لے لیا جاتا تھا کہ ہر ایک کپڑے نہ پہننا - ترگی گھوڑے پر سوار نہ ہونا - چھنا ہوا آٹا نہ کھانا - دروازہ پر دربان نہ رکھنا - اہل حاجت کے واسطے دروازہ کھلا رکھنا -

عمال کو ان کے فرائض سے آپ مطلع فرما دیا کرتے تھے - ایک بار آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا لا والی لہم البشکم امر اعد ولا جبارین ولكن بعثکم ائمة الہدی یبھدونی بکم فادوا الی المسلمین حقوقہم ولا تضربوہم فتذلوہم ولا تمجدوہم فتفتنوہم ولا تخلقوا الا بغا دوہم فیاکل قویہم ضعیفہم ولا تستاثروا علیہم فتظلموہم -

ترجمہ ”خبردار میں نے تم کو امیر و سخت گیر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ امام ہوتا بنا کر بھیجا ہے کہ لوگ تم سے ہدایت پائیں پس مسلمانوں کو ان کے حقوق ادا کرو۔ ان کو مار کر ذلیل نہ کرو۔ ان کی تعریف کر کے فتنہ میں نہ ڈالو۔ ان سے دروازے بند نہ کرو کہ ان کے زبردست لوگ کمزور کو کھالیں اور اپنے نفس کو ان پر ترجیح دیکر ظلم نہ کرو“

عال کے حالات کی تحقیق و تفتیش بھی آپ تجویزی کیا کرتے تھے محمد بن سلیم کو اسی کام پر مامور فرمایا تھا۔ اور بذات خاص بھی اس کو انجام دیتے تھے۔

فضائل و اخلاق | غریبا و مساکین، یتیم، ویتامی، اور اپنی رعیت کی بہبودی و رفاه عام ہر وقت آپ کا

وجہادت

نصب العین رہتا تھا۔ ایک رات کو آپ عبدالرحمن بن عوف کے پاس تشریف لے گئے وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے فراغت کے بعد تشریف لانے کی وجہ دریافت کی حضرت فاروق اعظم نے فرمایا مدینہ کے باہر ایک قافلہ آیا ہوا ہے چلو ہم تم اس کی نگہبانی کریں ایسا نہ ہو کہ اطراف و جوانب کے چور کچھ چالے جائیں۔ چنانچہ دونوں حضرات قافلہ کے قریب تشریف لے گئے اور رات بھر اس کے گرد پہرہ دیتے رہے۔ آپ کے غلام اسلمؓ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت فاروقؓ شب کے وقت مدینہ سے حرہ کی جانب گشت کرنے نکلے۔ مقام حرہ میں پہنچ کر دیکھا آگ روشن ہے مجھ سے فرمایا آؤ اس طرف

چلیں۔ جب ہم قریب پہنچے تو دیکھا ایک عورت چوڑھے پر ہانڈی چڑھا
بیٹھی ہے اور اس کے قریب دو تین بچے رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے
سلام کیا۔ عورت نے جواب دیا۔ آپ نے قریب جانے کی اجازت
چاہی اُس نے اجازت دیدی تب آپ نے پاس تشریف لے جا کر
حالت پوچھی۔ عورت نے کہا اندھیری رات ہے سردی بے حد پڑ رہی
ہے اور یہ لڑکے بھوک سے رو رہے ہیں میں نے ان کی تسلی کے واسطے
خالی ہانڈی چڑھا دی ہے جب روتے روتے سو جائیں گے تو کچھ بند
کر لوں گی۔ آپ نے پوچھا کیا عمر تقاری جزیری نہیں کرتے جواب دیا
وہ ہمارے والی تو ہو گئے ہیں مگر ہم سے غافل ہیں۔ بیٹن کر اٹھے اور
مدینہ پہنچ کر بیت المال میں سے کھجوریں، گوشت، آٹا اور گھی نکال کر
اسلم بنہ سے کما میری پیٹھ پر رکھ دے۔ انہوں نے کہی بار عرض کیا کہ
میں پہنچا دوں۔ فرمایا قیامت میں تم میرا بار نہ اٹھا سکو گے۔ اور تمام
چیزیں خود لا کر عورت کے پاس لجا کر رکھ دیں۔ اُس نے کھانا تیار کر کے
بچوں کو کھلایا۔ عورت نے کہا خدا تم کو جزائے خیر دے تم امیر المؤمنین
ہونے کے سزاوار ہو نہ کہ عمر۔ غریبا و مساکین کے لئے بلا قید نہ سبب
بیت المال سے روزیہ مقرر کر دیتے تھے۔ اکثر شہروں میں مہمان خانے
تعمیر کرا دئے تھے۔ مدینہ منورہ میں جو لنگر خانہ تھا اُس کا اہتمام آپ
نذات خاص فرماتے تھے۔ لاوارث بچوں کے لئے یہ انتظام فرما دیا تھا کہ

جب کوئی یتیم ملتا تو اس کو دو دودھ پلائی کے سپرد کر کے تمام مصارف خزانہ سے معین فرما دیتے۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ میں نے فاروق اعظم کے کرتہ میں چار پیوند لگے دیکھے اور تہ بند میں چھڑے کا پیوند تھا۔ آپ کے صاحبزادے اور صاحبزادی نے عرض کیا آپ عمدہ کھانا تناول فرمائیں تاکہ آپ قوی رہیں اور اجراء احکام بخوبی کر سکیں۔ جواب دیا میرے دو رفیق جو عہد سے پہلے گزر چکے ان کا طریقہ یہ نہ تھا اگر میں ایسا شیوہ اختیار کروں تو ان سے نہ مل سکو گا۔ ایک مرتبہ کاندھ سے پر مشک اٹھا کر رکھ لی۔ لوگ کہنے لگے یہ آپ کیا کر رہے ہیں فرمایا میرے نفس میں خود پسندی آگئی ہے اس لئے اس کو دلیل و غوار کرتا ہوں۔ آرشاؤ کیا کرتے کہ جو آدمی جھک کر میرے عیوب سے مطلع کرے اس سے میں نہایت مسرور ہوتا ہوں۔

احق بن قیس سے روایت ہے کہ ایک بار ہم حضرت فاروق کے دروازے پر بیٹھے تھے اسی اثنا میں ایک کینز وہاں سے نکلی۔ بعض آدمی کہنے لگے یہ حضرت عمرؓ کی کینز ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا یہ کینز عمرؓ کی نہیں، بیت المال کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اور میرے واسطے بیت المال میں سے فقط دو جوڑے موسم سرما و گرمی کے لئے اور حج و عمرہ کا زاد راہ اور اہل و عیال کا خرچ جائز ہو۔

خشمت الہی سے اس قدر تضرع و زاری کرتے کہ چہرہ انور پر

کڑوسببہ : انخ پڑ گئے تھے اور آیات قرآن میں اس درجہ تدبیر فرماتے
 کہ رو کر نہیں پر گر جاتے ۔ ہاوجود اس سادگی ، تواضع ، کسر نفس اور
 شانِ فقر کے سیاست ، انتظامِ خلافت ، اور نظم و نسقِ ممالک
 ایسے پر بیع و نفیس ، بہتر و اعلیٰ پیمانہ پر فرماتے تھے جس کا اجمالی نمونہ
 ہم نے بیان کیا ہے ۔ سلاطینِ عالم اور شایانِ دہر پر آپ کا وہ سکھ
 بیٹھا تھا کہ نام سن کر رعب سے ہنسا اپنے تھے حق یہ ہے کہ یہ اسی
 امر حق کی ہیبت تھی ۔



خلافت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ

فلاذوق اعظم کے دفن سے تین شب کے بعد آپ سے بیعت کی گئی۔ ان ایام میں لوگ حضرت عبدالرحمن بن عوف سے آکر مشورہ کرتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے رائے دیتے تھے جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے بیعت کی تو کہا کہ ہم تم سے اللہ کے حکم رسول اللہ کی سنت اور ان کے بعد والے دونوں خلفاء کے طریقے پر بیعت کرتے ہیں۔ ان کی بیعت کے بعد باقی مہاجرین و انصار نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عمر شریف | بیاسی سال پائی۔

مدت خلافت | چند روز کم بارہ برس۔ ذی الحجہ ۲۳ھ سے

ذی الحجہ ۳۵ھ تک۔

مشہور واقعات | آپ کے عہد میں دو قسم کی فتوحات حاصل ہوئیں۔ اول یہ کہ بعد شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بعض بلاد و انصاریہ میں بغاوت ظاہر ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو دبانے اور ان ممالک کو دوبارہ تصرف اسلام میں داخل کرنے کی سعی بلیغ فرمائی

مثلاً ہمدان میں بغاوت ہوئی اُس کو سعید بن جبیر نے آپ کے حکم سے دوبارہ فتح کیا۔ دوسری یہ کہ آپ نے اُن ملکوں کو فتح فرمایا جو آپ سے قبل بلاد اسلام میں شامل نہ تھے۔ مثلاً افریقیہ وغیرہ۔ ہم بالترتیب ان غزوات و واقعات کو اجمالی طور پر لکھ دیتے ہیں۔

۲۳؎ رے دوبارہ فتح ہوا۔ نکسیر کامرض عام طور پر پھیلا۔ روم کے بہت سے قلعے مفتوح ہوئے۔ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ نے سعید کو معزول کر کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا والی بنایا۔

۲۴؎ آپ نے مسجد حرام کو وسیع کیا اور سابور فتح ہوا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جزیرہ قبرس پر جنگ کے لئے دریاکا سفر کیا۔ اور وہاں کے لوگوں نے جزیرہ پر مصالحت کر لی۔

۲۵؎ ارجان و دارا بجز فتح ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر سے معزول کر کے عبداللہ بن سنان ابی سرح کو والی بنایا جنہوں نے افریقیہ پر چڑھائی کر کے اُس کو فتح کیا۔ ہر آدمی کو ایک ہزار یا تین ہزار دینار و نعمت میں ملے۔ اسی سال میں اندلس فتح ہوا۔

۲۶؎ اصطر۔ قسار وغیرہ فتح کئے گئے۔ آپ نے مدینہ شریف کی مسجد کو وسیع کیا اور نقش پتھر سے بنوایا۔ اس کا ٹول ایک سو اسی ہزار اور عمر بن ابی اسحاق اس کو رکھا گیا۔

۲۷؎ جور، ارض جزا اسان کے بلاد کثیرہ، بشتاپور، طوس،

سرخس، مرو، بہق، فتح ہو گئے۔ اسی سنہ میں آپ نے قرآن کریم کو اس طریقہ پر جمع فرمایا کہ روایات کے اختلافات دور کر دئے اور ایک قرأت پر تمام نسخوں کو جمع فرما دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت بن الیمان نے فتح آرمینیا و آذربائیجان سے واپس ہو کر بیان کیا کہ میں نے اس سفر میں ایک عجیب حالت دیکھی کہ قرآن شریف کی قرأت میں ایک شہر والے دوسرے شہر کے لوگوں سے اختلاف رکھتے ہیں میرے نزدیک قرآن مجید ایک قرأت و صورت پر جمع کر دیا جائے صحابہ اور تابعین نے اس کو پسند کیا اور حضرت عثمانؓ سے بھی یہ کیفیت عرض کی آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو سب نے اس اتفاق ظاہر کیا چنانچہ آپ نے ام المومنین حفصہؓ سے قرآن کریم کا وہ نسخہ منگایا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں مرتب ہوا تھا۔ ان کے پاس سے حضرت عمر فاروقؓ کے پاس اور ان سے حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچا تھا۔

حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ عبد اللہ بن زبیرؓ سعید بن العاصیؓ اور عبد الرحمن بن الحارثؓ کو اس کی نقل پر مامور کر کے فرمایا اگر تم کو کسی لفظ میں اختلاف واقع ہو تو محاورہ قریش کے مطابق لکھنا اس واسطے کہ قرآن کریم انہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے چنانچہ متعدد نسخے لکھے گئے اور امیر المومنین نے انہیں تمام بلاد و امصار اسلام میں روانہ فرما کر حکم جاری کر دیا کہ انہیں پر اعتماد کیا جائے۔

۲۳۰۰ ترکوں نے بلخ پر چڑھائی کی اور تیزی و سختی سے لڑائی

ہوئی۔ اسی سنہ کے آخر میں اطراف خراسان سے قارن بادشاہ ترک نے چالیس ہزار فوج سے یورش کی عبداللہ بن حازم نے چار ہزار فوج سے اُن کا مقابلہ کیا۔ اپنی فوج کو حکم دیا کہ نیزوں پر کھڑے لپیٹ کر تیل سے تر کر کے روشن کر لیں اور چھ سو منتخب آدمیوں کا مقدمہ الجیش مرتب کر کے شب کے وقت حملہ کا حکم دیدیا ترکوں نے چاروں طرف مشعلیں اور آگ روشن دیکھی تو حیران و پریشان ہو گئے اور ہمت ٹوٹ گئی۔ ابن حازم نے چاروں طرف سے گھیر کر جنگ شروع کر دی قارن مقتول ہوا اور لشکرِ میدان سے بھاگ نکلا۔
 ذی الحجہ ۳۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گئی۔

اولیات (۱) آپ نے جاگیر میں مقرر فرمائیں (۲) شہر پناہ بنوایا۔
 (۳) مسجد کو خلوق (ایک مرکب خوشبو) سے بسایا (۴) جمعہ کی اذان
 اول کا حکم دیا۔ آپ سے قبل فقط خطبہ کے وقت اذان دی جاتی
 تھی (۵) سب سے پہلی مقرر کئے (۶) لوگوں کو قرآن مجید کی ایک قرائت
 پڑھنے کو دیا۔

فضائل و اخلاق و عبادت آپ فطری طور پر زمام و قبائح سے
 محترز تھے۔ قبل اسلام بھی آپ نے زمانہ جاہلیت کا کوئی کام نہیں کیا
 چنانچہ خود آپ سے روایت ہے کہ میں نے نہ جاہلیت میں زنا و سہو
 کیا اور نہ اسلام میں۔ کتاب اس میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر اور

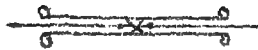
حضرت عثمانؓ نے عہد جاہلیت میں ہی شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ آپؓ فیاض و سیر حشم ایسے تھے کہ عام لوگ آپؓ کے جو دو کرم، بزل و سخاوت سے مستفیض و متنعم ہوتے رہتے تھے۔ جیش العسرة میں جو حضور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے آخر غزہ تھا حضرت عثمانؓ نے نہایت ادولوا العزمی، سیر حشی، اور دریا دلی سے کام لیا کہ تمام لشکر کے لئے سامان ہتیا کر دیا۔ جس روز بلوایوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا خود آپؓ نے خطبہ میں بیان فرمایا کہ ”و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصحاب کرام کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص ان لوگوں یعنی جیش العسرة کا سامان ہتیا کر دے گا وہ بخشا جائے گا۔ پس میں نے ان کے لئے تمام سامان موجود کر دیا یہاں تک کہ ایک رسی یا ہمار کی ضرورت بھی باقی نہ رہی“ اس واقعہ جیش العسرة کے بعد رسول امی فداہ ابی وامی نے دوبار ارشاد فرمایا تھا کہ اس کے بعد عثمانؓ نے جو کچھ کیا وہ سب محاف ہے۔

اہل بیت بنوت کو جب کبھی کوئی ضرورت پیش آتی اور آپؓ کو اُس کی اطلاع ملتی تو حتی الامکان اُس کو رفع کرنے۔ ایک بار کئی روز تک اہل بیت کو کھانا میسر نہ ہوا۔ حضرت عثمانؓ اتفاق سے حاضر ہوئے اور حضرت ام المومنین عائشہؓ سے حضور بنی کریمؐ کا حال دریافت کیا انھوں نے جواب دیا چاروں

سے آل محمدؑ نے کچھ نہیں کھایا۔ آپؐ نے روکر کہا لفت ہے دُنیا پر۔ پھر ام المومنینؑ سے کہا آپؐ کو مناسب نہ تھا کہ ایسے حادثات کی خبر بھگوانہ دیں۔ اس کے بعد کئی اونٹ بھر کر آٹا، گیہوں، کھجور اور ایک بکرا مع تین سودہ بہیم کے لیجا کر پیش کیا اور پکا ہوا کھانا بھی حاضر کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہ حال معلوم ہوا تو فوراً مسجد میں تشریف لیجا کر دعا بار فرمایا اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اُن سے راضی ہو۔

زمانہ خلافت میں امیر المومنین عثمانؓ نے ہر سال حج کو تشریف لیجاتے اور مقام منیٰ میں اپنا خیمہ نصب کراتے۔ جب ملک حجاج کو کھانا نہ کھلاؤ لوٹ کر خیمہ میں تشریف نہ لائے۔ اور یہ مصارف خاص اپنے مال سے کیا کرتے تھے۔ بیت المال سے ان کو کچھ علاقہ نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں فقط پڑاؤ سوداگر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا ہم کو خبر ملی ہے کہ آپؓ کا ایک ہزار راحلہ گیہوں اور کھانا آ رہا ہے وہ آپؓ ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں تاکہ فقراء مدینہ کی پریشانی رفع ہو آپؓ اُن کو اندر لے گئے جہاں ایک ہزار اتنا جمع تھے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا تم ملک شام کی خرید پر مجھے کتنا نفع دو گے انہوں نے کہا دس کے بارہ۔ آپؓ نے فرمایا اس سے زیادہ دو۔ انہوں نے کہا دس کے چودہ یہاں تک کہ دس کے پندرہ انہوں نے کہہ دیئے۔ آپؓ نے فرمایا ایک درہم پر

دس درہم نفع کے دو۔ پھر ارشاد کیا اے گروہ تجارت تم گواہ رہو کہ یہ فقراء
 مدینہ کے لئے صدقہ ہیں۔ وقت اسلام سے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد
 کیا کرتے تھے اور کبھی اتفاق سے ایک جمعہ کو آزاد نہ کرتے تو دوسرے
 جمعہ کو اگلے دو غلام آزاد کر دیتے۔ تواضع اور مہماں نوازی اس درجہ
 تھی کہ باوجود ثروت و دولت خود شہدائے نبیوں کے روحن ماسر کر، اور
 محض پھنے گوشت پر اکتفا کرتے مگر مہمانوں کو نفیس کھانا کھلاتے تھے۔ عہد
 خلافت میں اکثر دوپہر کو مسجد نبوی میں قیلولہ کیا کرتے جب اُٹھتے تو تسکین
 پس منگریزوں کے اثر نمایاں ہوتے۔ ایک بار اپنے غلام سے فرمایا کہ میں
 نے ایک دن تیری گوشالی کی تھی تو اُس کا قصاص لے لے۔ اُس نے
 مطابق حکم آپ کے کان پکڑ لئے فرمایا زور سے پکڑ کیونکہ دنیا کا قصاص اچھا
 ہے آخرت کا قصاص اچھا نہیں۔



خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

بعد شہادت حضرت عثمان ذی النورین۔ حضرت طلحہ، حضرت
زبیر اور گروہ انصار و ہاجرین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس
بیعت کے لئے گئے انہوں نے فرمایا مجھے زبیر ہونا اس سے بہتر ہے
کہ میں امیر ہوں تم جسے منتخب کرو گے میں بھی اُس سے راضی ہوں۔
ان لوگوں نے کہا ہم آپ سے زیادہ کسی کو مستحق نہیں سمجھتے اور
نہ آپ کے سوا کسی کو منتخب کر سکتے ہیں۔ پھر حضرت طلحہ حضرت
زبیر اور دیگر اصحاب نے آپ سے بیعت کی۔ یہ بیعت ذی الحجہ
۳۵ھ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز
مدینہ میں ہوئی۔

عمر شریف | تریسٹھ سال کو پہنچی۔

مدت خلافت | تقریباً پانچ سال۔ ذی الحجہ ۳۵ھ سے
رمضان المبارک ۳۸ھ تک۔

مشہور واقعات | جمادی الآخرہ ۳۸ھ واقعہ جمل ہوا۔

صفر ۳۸ھ جنگ صفین اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ و حضرت معاویہ

بین صلح ہوئی۔

سنہ ۳۵ھ خوارج نے خروج کیا، مقام ہندوان میں جنگ ہوئی اور امیر المومنین علیؑ نے ذوالنہیکلا جس کے خروج کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدی تھی، قتل کیا۔

سنہ ۳۶ھ آپؐ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ ابنِ بلعم مرادی نے آپؐ کو شہید کیا۔ دارالامارۃ کو قبریں دفن کئے گئے۔ ابوبکر بن عیاش بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کی قبر نظر سے مخفی کر دی گئی تاکہ خوارج اس کے ساتھ بے ادبی نہ کریں۔

آپؐ کی شہادت کے وقت ممالک اسلامیہ کے عامل و حکام حسب ذیل تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ	دائی بصرہ
حضرت ابوالاسود دؤلیؓ	قاصی بصرہ
ذیاد بن سہیمہ رضی اللہ عنہ	فارس
عبید اللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہ	یین
قثم بن عباسؓ رضی اللہ عنہ	کمہ و طائف
حضرت ابویوب انصاریؓ رضی اللہ عنہ یاسہل بن حنیفؓ	مدینہ منورہ

اولیات - (۱) لڑکوں میں سب سے اول اسلام لائے (۲) سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے ماں باپ دونوں ہاشمی تھے۔ آپؐ کے والد ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم اور والدہ

فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں

فضائل و اخلاق و عادات | شیبہ ہجرت میں بنی کریم علیہ السلام

کے بستر مبارک پر آپ ہی لیٹے تھے جب کہ حضور کے ساتھ کفار مکہ نے گستاخی کا قصد کیا اور عیاذ باللہ آپ کے قتل کی خفیہ سازش کی۔

خداوند عالم نے اپنے محبوب، مقدس، اور برگزیدہ رسول کو اس بارادہ کی اطلاع فرمادی۔ حضور نے خواب گاہ سے اٹھ کر مولا علی رضی کو اپنی جگہ

لٹا دیا اور آپ باہر تشریف لے آئے پھر مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ صبح کو مشرکین قتل کے ارادہ سے پہنچے تو حضور کے بستر پر حضرت

علی رضی کو پا کر نادوم ہوئے۔ امیر المومنین علی رضی غزوہ بنوک کے سوا تمام غزوات میں تاجدار عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

بنوک کے موقع پر آنحضرت نے آپ کو مدینہ تشریف میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ دیا تھا۔ اکثر غزوات میں علم آپ کے ہاتھ میں رہا۔

علم ظاہر و باطن آپ کو رب تعالیٰ نے نہایت وسیع دیا تھا۔ ابن عباس رضی فرماتے ہیں رسول اللہ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے حاصل ہوا

علی رضی کا علم رسول اللہ کے علم سے اور میرا علم علی رضی کے علم سے۔ میرا اور اصحاب محمد کا علم علی رضی کے علم سے وہی نسبت رکھتا ہے جو سات سمندر

سے ایک قطرہ۔ آیات قرآنیہ کی تفسیر آپ سے بکثرت منقول ہے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں کوئی آیت ایسی نہیں جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو وہ کس نے

میں، کس کے متعلق، اور کہاں نازل ہوئی۔ علم فرائض میں آپ بخوبی ماہر تھے۔ بنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کی جانب تاحضیٰ بنا کر روانہ فرمایا تو آپ کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر دعا کی اللہم اهد قلبہ وثبت لسانہ اے اللہ ان کے دل کو ہدایت دے اور زبان کو ثبات۔ اس وعار نبوی کا یہ ظہور ہوا کہ کبھی کسی مقدمہ میں آپ کی رائے اور حکم خلاف صواب نہ ہوا۔ قضا و فیصلہ میں آپ ضرب المثل ہو گئے تھے۔ متورع و متقی، محتاط و پرہیزگار اس درجہ تھے کہ عالم طفولیت و زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی آپ شرک و بت پرستی کے قریب نہ گئے اور دس برس کی عمر میں شرف ایمان و اسلام سے مشرف ہو گئے۔

شجاعت و دلیری میں آپ مشہور عالم ہیں۔ غزوہ خیبر آپ نے ایسی بہادری اور جرات دکھائی کہ تمام لوگ استحیر ہو گئے۔ آپ قلعہ خیبر کی طرف تعلقم لئے ہوئے نہایت تیزی سے بڑھنے چلے جاتے تھے لوگ کہتے تھے ٹھہرئے، آہستہ چلئے۔ جلدی نہ کیجئے مگر آپ بڑی دلاوری و استقلال پامردی و ثبات سے برابر عجلت کے ساتھ خاص قلعہ تک پہنچ گئے اور تنہا اُس کے نہایت مستحکم و مضبوط، بلند و عظیم الشان دروازہ کو اکھڑ کر پھینک دیا۔ وہ اتنا بڑا اور بھاری دروازہ تھا کہ پھر اُس کو اٹھانے کے لئے ستر آدمیوں کی ضرورت پڑی۔

آپ کے نفس میں حق پسندی اس قدر تھی کہ آپ نے اپنے

گمشدہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھ کر طلب کی اُس نے نزدیکی اور
 قاضی شریح کے پاس مقدمہ لے گیا۔ قاضی نے آپ سے گواہ طلب کیے۔
 حضرت قنبر و امام حسن پیش کئے گئے، انھوں نے کہا امیر المومنین۔ باپ کے
 حق میں بیٹے کی شہادت مقبول نہیں۔ اور یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے
 جب کہ مولا علی امیر المومنین و خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ شریح خود
 آپ ہی کی ہامیہ سے حمدہ قضا پر مامور تھے۔



خلافت شہداء امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اُن خلفاء راشدین کے خاتم ہیں جن کے بارہ میں سمرکار عالم
 روئے لہ الفدا نے تصریح فرمائی ہے۔ حضرت سفینہؓ سے مروی کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے سنا الخلفاء ثلاثون عاماً ثم
 يكون بعد ذلك الملك رواہ اصحاب السنن وصحیح ابن حبان وغیرہ۔
 یعنی خلافت (راشدہ) تیس سال رہے گی پھر اس کے بعد ملک ہو جائیگا۔
 علماء فرماتے ہیں کہ تیس سال کی مدت میں صرف خلفاء اربعہ اور
 امام حسن کا زمانہ خلافت گزرا آپ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی
 شہادت کے بعد تخت خلافت پر جلوہ گر ہوئے۔ اہل کوفہ نے آپ کے
 دست مبارک پر بیعت کی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ نے حضرت
 معاویہؓ سے صلح کر کے اُن کو خلافت تفویض کر دی۔ حضور نبی عزیزی
 فدائے اُمّی و ابی نے پیشین گوئی فرمائی تھی یُصلِّحُ اللہُ بَہِ بَینَ مَیْمَنٍ مِّنَ
 الْمُسْلِمِیْنَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ امام حسنؓ سے مسلمانوں کے دو فریقوں میں
 صلح کرا دے گا۔ اس واقعہ سے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
 مبحرہٗ اخبار عینب ظاہر ہو گیا۔ اور یہ مصالحت ربیع الاول ۴۰ھ میں
 ہوئی۔ ناقص الایمان لوگ اس صلح کے سبب آپ سے ناخوش ہو کر
 کہنے لگے آپ نے مومنوں کو ذلیل کیا۔ فرمایا میں نے مومنوں کو ذلیل

ہیں کیا بلکہ ملک کے لئے بھارا قتل ناپسند کیا۔ پھر آپ کو ذبح سے جلالت
فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ ۴۹ھ میں زہر سے آپ کی
شہادت ہو گئی۔

عمر شریف تقریباً چھیالیس سال کی ہوئی۔

مرثیہ خلافت چھ ماہ چند روز۔ رمضان سنہ ۴۰ھ سے بیچ الای
سنہ ۴۱ھ تک۔

فضائل و اخلاق و عادات انبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو سب سے زیادہ محبوب تھے حضور سجدہ میں ہونے اور وہ اگر دو رکعت
سبارک پر بیٹھ جاتے تو حضور اُن کو نہ اُتارتے جب تک وہ خود
نہ اُتر جاتے اور نہ سجدہ سے سر اٹھاتے۔ حضور رکوع میں ہونے
تو اُن کے لئے قدم کشادہ فرما دیتے تاکہ دوسری جانب کو کھل جائیں۔
محبوب خدا روحی لہ الفدا امام حسنؑ کو بہت دوست رکھتے، پیار کرتے
اور فرماتے اللھم انی احبہ فاحبہ اے اللہ میں ان سے محبت
رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ۔ روایت میں وارد ہے کہ
اہلبیت میں امام حسنؑ ہی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ اور صورت میں ملتے جلتے تھے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ”حسن و حسین دنیا
میں میرے دو بھلے ہیں“ اور ”یہ دونوں تمام بہشتی جوانوں کے

سردار ہیں۔“ امام حسن نہایت کریم و سخی اور علیم و بردبار تھے۔ ایک
 ایک شخص کو لاکھ لاکھ پینار عطا فرما دیتے تھے۔ کبھی کسی کے حق میں سخت
 کلمہ نہیں فرمایا۔ پچیس مرتبہ پیادہ پا چم کے لئے تشریف لے گئے کبھی
 بارہنا تمام مال و متاع خدا کے نام پر لٹا دیا۔



خلافت بنی امیہ

اموی خلافت کی ابتدا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے اور انتہا مروان الحمار پر۔ اگرچہ اس خلافت کی کل مدت صرف نوے سال ہے مگر اسی قلیل زمانہ میں حدود اسلام کا دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا کہ سندھ، کابل، ایران، ترکستان، عرب، شام، افریقہ، ایشیائے کوچک اور اسپین اس میں شامل تھا۔

خاص امیر معاویہؓ کا عہد خلافت نہایت شاندار اور کامیاب گذرا۔ آپ حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد میں دمشق کے امیر تھے، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ بنی رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے عہد میں آپ کو بدستور قائم رکھا۔ آخر میں آپ تمام ملک شام کے حاکم و والی ہو گئے اور اس طرح بیس سال تک امیر رہے۔ پھر جب حضرت امام حسنؓ نے خلافت آپ کو تسلیم کر دی تو بیس سال تک خلیفہ رہے اور اس مدت میں کوئی مخالف اور نزاع کرنے والا پیدا نہیں ہوا۔

۳۵ھ میں خلیفہ ہوئے اور اسی سال مروان بن الحکم کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر فرمایا۔

۳۳ھ بلاد ہجستان سے رجم، بلاد بصرہ سے ووان، اور بلاد سووان سے کوذانی کو فتح کیا۔

۵۴۴ قیطان فتح ہوا۔

۵۴۵ میں قوہستان فتح ہوا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو یزید کی بیعت کے لئے بلایا اور اس کو اپنا ولی عہد بنا دیا۔

۵۴۶ امیر معاویہ نے حج ادا کیا۔

۵۴۷ میں آپ کی وفات ہو گئی۔

امیر معاویہ صحابی بن صحابی ہیں۔ غزوہ حنین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ حضور کے کاتب بھی رہے ہیں۔ آنحضرت نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی اللھم اجعلہ ھادیا مہدیا۔ اللھم علمہ معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب۔

خدا یا معاویہ کو ہدایت کرنے اور ہدایت پانے والا بنا۔ اے اللہ معاویہ کو کتاب (قرآن کریم) اور حساب کا علم عطا فرما۔ اور ان کو عذاب سے بچا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر فرماتے معاویہ عرب کا کسریٰ ہے۔ آپ بڑے حلیم الطبع اور محل مزاج تھے۔ ایک شخص نے کہا تم جو سید سے ہو جاؤ ورنہ تم کو سیدھا کر دیں گے آپ نے جواب دیا تم کس چیز سے مجھ کو سیدھا کر دو گے۔ کہا ہم لکڑی سے سیدھا کریں گے۔ فرمایا تو ہم ضرور سید سے ہو جائیں گے۔

آپ ہمد باری اور ہوشیار کی میں ضرب المثل تھے۔

یزید بن معاویہ کے زمانہ میں برحانہ رسول الثقفلین سیدنا امام حسین

یعنی اللہ رحمۃ کی شہادت کا ہائل، جاگھڑا، پروردگار، افسوسناک،
اور فتنہ انگیز واقعہ ہوا جس کے ذکر سے روئ گئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔
دل نے چین و مضطرب ہو جاتا ہے۔ اور بے اختیار آنکھوں میں آنسو
بہر آتے ہیں۔ حضرت امام رضاؑ نے اپنے جبرمخترم صلی اللہ علیہ وسلم کے
صبر و استقلال کا نمونہ دکھا دیا اور اعلیٰ کلمۃ الحق میں شہید ہو کر
حیات جاوید پائی۔ یزید اور اُس کے مددگاروں کو قیام قیامت تک
ذلت و رسوائی نصیب ہوئی آخرت میں جو کچھ مواخذہ ہوگا اُس سے
قطع نظر کرتے ہوئے دنیا میں بھی ان ظالموں کو اپنے نار و اکردار
جبر و اشتداد، جو روستم کی پاداش اچھی طرح مل گئی واقعہ شہادت
کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد نہایت خرابی کے ساتھ مقتول و ہلاک
ہوئے۔ یزید کی بیعت اہل علی و عقدا و راہب صلاح نے منسوخ
کر دی اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اسی
اثناء میں یزید ہلاک ہو گیا۔

اُس کے بعد معاویہ بن زبید نہایت اہل شخص ہوا محض لوگوں
کے اصرار پر خلافت قبول کی پھر خلوت نشین ہو گیا۔ اُسی کی وفات
سے ابوسفیان کی اولاد میں خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

معاویہ بن زبید کے بعد حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلافت
جو اس وقت تک صرف اہل مکہ ہی تک محدود تھی تمام حجاز، یمن،

مصر، عراق، شام، دمشق وغیرہ میں مسلم ہو گئی اور چاروں طرف سے لوگ ان کی بیعت کو حاضر ہوئے۔ حتیٰ کہ مروان بھی بیعت کے لئے جانا چاہتا تھا مگر بنو امیہ اس کو مانع آئے اور بعد کہ اس نے مصر و شام پر تخلیب کر لیا۔ چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر پہلے سے خلیفہ تسلیم کر لئے گئے تھے اس لئے گو بعض لوگوں نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی مگر حقیقتہً وہ باعی تھا۔ یہ مسئلہ بھی مسلمہ ہے کہ ایک وقت میں دو امام یا خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ اسی وجہ سے ہم خلفاء بنو امیہ میں مروان کا شمار نہ کریں گے اگرچہ بعض معاہدہ بن نے عدم تاثر سے اس کو سلسلہ خلافت میں ذکر کر دیا ہے۔ ہمارے اس خیال کی تائید علامہ جلال الدین سیوطی کی تحریر سے بھی ہوتی ہے کہ موصوف نے مروان کی اپنی مشہور کتاب تاریخ الخلفاء میں بزمہ خلفاء درج نہیں فرمایا۔ عبدالملک بن مروان بھی اس وقت سے خلیفہ مانا گیا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن زبیر شہادت پا گئے۔

اس موقع پر یہ بھی ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ سیدنا ابن زبیر اسدی ہیں اموی نہیں اس لئے اگرچہ آپ خلفاء اسلام میں تو یقیناً داخل ہیں لیکن خلفاء بنو امیہ میں محسوب نہیں۔

اس خاندان میں عبدالملک، ولید، سلیمان، اور ہشام تھے۔ ذی اقتدار و با عظمت خلیفہ گزرے ہیں صرف ولید کی فتوحات پر

تقریباً الی جاے تو فتوحات خلافت جہاں سید اپنی چھ سو سال کے عرصہ میں
اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز تو خاندان اموی میں اپنی شان میں فرو
وکتا گذرے ہیں۔ عدل و انصاف میں فاروق اعظم کے قدم بہ قدم
اور فی الواقع عمر ثانی تھے۔ آپ ورع، تقویٰ، صلاح، خشیت باری
عدل، انصاف، پرہیزگاری میں معروف ہیں۔ پکڑے میلے کچیلے
پیوند لگے پنا کرتے، تمام شب سجدہ میں پڑے رہتے۔ ایک دن مکان
میں نماز پڑھ رہے تھے روتے روتے تمام دائرہ می تر ہو گئی تھی۔

بیوی صاحبہ نے پوچھا آپ کس ^{سطح} پر رہتے تھے جواب دیا میں مخلوق
خدا کا سلطان بنایا گیا ہوں ممکن ہے احکم الحاکمین بروز قیامت اُن
کے حقوق کے متعلق سوال فرمائے اور میرے پاس کوئی جواب نہ ہو۔
تنفیذ احکام میں اس قدر احتیاط فرماتے کہ مجرم کو سزا دینے میں تین روز
تک متواتر تدبیر اور غور و توجہ فرمایا کرتے۔ اس خیال سے کہ کہیں نجات
غضب میں فیصلہ نافذ نہ ہو گیا ہو۔

ہشام بن عبد الملک کے زمانہ تک دولت بنی امیہ کا جادو جلا
دہد بہ و اقتدار اچھی طرح باقی رہا اور اس کے بعد نیرنگی و انحطاط شروع
ہو گیا۔ سادات و علویں و آل باشم کی جانب سے خلافت کی
سرگرم معامی جو پہلے ہی سے جاری تھیں مگر ان زبردست خلفاء

بنی امیہ کے اثر اور زور سلطنت سے بخوبی کامیاب نہ ہونے پائی
 تھیں اب نہایت سرعت سے اطراف عالم میں پھیلنے لگیں۔
 بالآخر عباسیوں کے ہاتھ سے حکومت امویہ کی بنا رہنہدم ہو کر
 رہی اور ۱۳۲ھ میں مروان الحمار بن محمد - سفاح کے عہد میں قتل ہوا۔
 اس کے بعد عباسیوں نے قتل عام شروع کر دیا اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر
 بنی امیہ کے بچے بچہ کو مار ڈالا۔ اسی کشت و خون کے زمانے میں
 خاندان اموی کا ایک شخص عبدالرحمن کسی تدبیر سے بچ کر اندلس
 میں پہنچ گیا اور وہاں اُس نے اپنی ہمت و تدبیر سے بڑی زبردست
 حکومت قائم کر لی۔

جدول سینین خلفا بنی امیہ

سنہ	اسماء خلفاء
۶۶۱ھ	حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ
۶۶۱ھ	یزید بن معاویہ
۶۸۴ھ	معاویہ بن یزید بن معاویہ
۶۸۵ھ	عبدالملک بن مروان بن الحکم
۶۸۶ھ	ولید بن عبدالملک
۶۹۶ھ	سلیمان بن عبدالملک

سنہ	اسماء خلفاء
۹۹ھ	حضرت عمر بن عبد العزیز بن مروان
۱۰۱ھ	یزید بن عبد الملک
۱۰۵ھ	ہشام بن عبد الملک
۱۲۵ھ	ولید بن یزید بن عبد الملک
۱۲۶ھ	یزید ناقص بن ولید بن عبد الملک
۱۲۶ھ	ابراہیم بن ولید بن عبد الملک
۱۲۶ھ	مروان الحارث بن محمد بن مروان



خلافت بنی عباس

یوں تو دولت عباسیہ کا آغاز محمد بن علی سے ہوا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ (رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عم محترم) کے پوتے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پوتے تھے جن کو حضرت عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ نے اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ مگر بنی عباس کی خلافت جو اظہار و اعلان کے ساتھ عالم میں تسلیم کی گئی وہ ابوالعباس سفاح سے شروع ہوئی ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب پیدنا امام حسنؑ نے امیر معاویہؓ سے مصالحت کر لی اور منصب خلافت ان کو تفویض فرما دیا تو آل ہاشم اور شیعیان علیؑ نے سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کو خلیفہ بنانے کا قصد کیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا تب ان کے علاقائی بھائی محمد بن الحنفیہ کو امام بنایا اور ان سے مخفی طور پر بیعت کر لی۔ حضرت محمد بن الحنفیہ کے دعاۃ و نقباء متعدد شہروں میں خفیہ طریقہ سے مامور تھے۔ دولت بنی امیہ کے عہد میں بنی ہاشم کی کوشش برابر جاری رہی۔ اگرچہ اموی حکومت بڑے اقتدار و دبیرہ اور شوکت کے ساتھ قائم تھی مگر ان دعاۃ و نقباء بنی ہاشم کی پختہ ہر گرم سی کے اثر سے ولید و ہشام کے بعد حکومت کی بنیاد کمزور و متزلزل ہو گئی تھی۔ محمد بن الحنفیہ کے بعد ان کے صاحبزادہ عبداللہ

جانشین ہوئے اور اُن کے نقیب بھی دستور معین رہے۔ ستائیس
 میں نہ ہرے اُن کی شہادت ہوئی۔ اُن کے اولاد نہ تھی اور بنی ہاشم
 میں اس وقت کوئی دوسرا ذی اثر اور صاحب اقتدار شخص موجود نہ تھا
 اس سبب سے عبداللہ نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو اپنا
 قائم مقام مقرر کر دیا۔ ۲۶ھ میں محمد بن علی نے انتقال فرمایا اور اُن کے
 صاحبزادہ ابراہیم امام جانشین ہوئے جنہوں نے ابو مسلم خراسانی
 کو سند ولایت دیکر اپنے ان دعاۃ و لقباء کی طرف روانہ کیا جو
 خراسان میں مقرب تھے۔ یہ شخص نہایت مدبر اور عالی دماغ تھا اُس نے
 اپنی بیدار مغزی و حسن تدبیر سے بنی عباس کی حالت کو معراج ترقی
 پر پہنچا دیا اسی باعث وہ بانی دولت عباسیہ کے لقب سے
 مشہور ہے۔ ۲۹ھ میں اُس نے ہرات کے فوجی و اطراف میں
 خلافت عباسیہ کا علم بلند کر دیا جس کے سایہ میں تمام اطراف و چوہنبا
 کے لوگ جمع ہو گئے اور بلاد و امصار کو فتح کرتے ہوئے خراسان کی
 طرف بڑھے امیر خراسان نے مروان الحمار (دولت اموی کے
 اخیر فرماں روا) کو نالہ لکھا۔ اُس نے بلقاء کے حاکم کو خط لکھا کہ ابراہیم کو
 گرفتار کر کے پای تخت کی طرف روانہ کر دو۔ اتفاق سے ابراہیم امام
 اس وقت اپنے لشکر سے دور ایک مقام پر مقیم تھے۔ نہایت ہوشیاری
 سے گرفتار کر لئے گئے۔ مگر چلے وقت اپنے اعزاء کو وصیت کر گئے کہ کوفہ

کی جانب سے روانہ ہو جاؤ اور ابو العباس سفاح کو خلیفہ بنا دو۔ سفاح ان کے حقیقی بھائی نے ربیع الاول ۱۳۲ھ میں جمعہ کے روز کو فہم میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ دوسری طرف ابو مسلم نے سمرقند، طوس، نیشاپور، ہرجان، ہمدان، مارے، اور ہمدند و غیرہ کی طرف افواج روانہ کر کے قبضہ کر لیا۔ مروان الحمار بھاگ کر مصر کی طرف چلا گیا اور شہر بوسیر کے ایک گرجے میں محصور ہو کر باہ ذی الحجہ ۱۳۲ھ قتل ہو گیا جس کے ساتھ اموی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

ابو العباس سفاح سے لے کر مستقیم باللہ تک خلافت و حکومت
اور پھر متوکل علی اللہ تک صرف خلافت تقریباً نو سو سال تک قائم رہی۔

ان تمام فرماں روا یا بنی العباس میں خلیفہ ہارون الرشید
اور مامون الرشید خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کی سلطنت نہایت وسعت پذیر تھی۔ جن کی فیاضی و اولوالعزمی، علماء و مشائخ کی قدر دانی آج تک مشہور ہے۔ جن کے علمی و ادبی کارنامے علوم و فنون کی خدمات اور ارق دہر میں ہمیشہ ایک نمایاں اور روشن یادگار رہیں گی۔

ہارون الرشید نے ولی عہدی کے زمانہ ہی میں روم پر فوج کشی کر کے ان کو متواتر شکستیں دیں اور فتوحات پے در پے حاصل کرنا ہو انج

قسطنطنیہ تک پہنچ گیا۔ تخت خلافت پر ممکن ہونے کے بعد مالک
اسلامیہ کی حدود اس درجہ وسیع کر دیں کہ اس سے پہلے خلافت
عباسیہ میں کسی وقت نہ ہوئی تھیں۔ فیصلہ دوم نے کئی مرتبہ خراج
ادا کرنے سے انکار کیا اور ہارون رشید سے ہر بار فیصلہ دوم کو شکست
دی بالآخر اس کے دار السلطنت ہریکلی یا ہرقلہ کو ہمیشہ کے لیے تاخت و
تاراج کر دیا۔ علوم و فنون صنائع و ہنر کی قدروانی اور فاضل و کمال کی
سرپرستی نے اُس کی سلطنت، اقبال، شوکت، ناموری، سٹار اور
شہرت کو چار چاند لگا دئے جس کے باعث پانگاہ خلافت اہل علم و
کمال کا مرکز بن گیا۔ ایک سال جہاد کرتا اور دوسرے سال ریح کعبہ
کو جاتا اس سفر میں تنو فقہا کو اپنی جیب خاص کے صرف سے ہمراہ
لے جاتا۔ اس سے پہلے کوئی خلیفہ ایسا جوادِ سخا اور کریم نہیں گزرا۔
جہاد کا بہت مشق رکھتا تھا اپنے خاندان کے دی خزن لوگوں اور
نامور سپہ سالاروں کو جنگ پر بھیجا کرتا تھا۔

مامون الرشید کی خلافت حدود ہند اور تاتاریہ بحر اوقیانوس
تک وسیع ہو گئی تھی۔ اسپین کے علاوہ دنیا بھر اسلام کا کوئی مقام
اُس کی حکومت سے جدا نہ تھا۔ ہندوستان کے سرحدی شہروں میں
اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اس کے عہد میں جنگی جہازات اور
آلات بھر کثرت سے تیار ہوتے تھے۔ تجارتیں آزاد تھیں۔ ہر شہر، قصبہ،

موضع میں نہریں جاری تھیں۔ ملکی انتظام نہایت عمدہ تھا۔ عمارتیں
امن و امان اور سکون و اطمینان کی زندگی بسر کرتی تھیں۔ مامون کے
دربار میں نجوم، فلسفہ اور حکمت کے مترجمین و ماہرین کی ایک بڑی
تعداد رہتی تھی جن میں سے مشاہیر کے چند نام یہ ہیں۔

ابو حسان سلیمان بن ابی الکثیر - ابو جعفر یحییٰ بن عدی - محمد بن موسیٰ
منہم - محمد بن موسیٰ خوارزمی - حسن بن موسیٰ - احمد بن موسیٰ - علی
بن العباس - احمد الجہری - یحییٰ بن ابی المنصور - فرغانی مصنف
دخل ہیئۃ الافلاک - یعقوب کندی نصرانی - حنین بن احاق لفظی
باشا، اللہ یودی - ووبان ہند و غیرہ - ادب و عربیت کے علماء و
فضلا میں فرار نخوی، ابو عبیدہ نخوی، اصمعی، اخفش نخوی،
بزید بن نخوی وغیرہ مامون رشید کے عہد سلطنت میں گذرے ہیں۔
دولت عباسیہ کے جملہ تاجداروں کا شجرہ خلافت بالترتیب
ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے تخت نشینی کا سنہ بھی
معلوم ہوگا۔

سال تخت نشینی	اسماء خلفاء
۱۳۲ھ	ابو العباس سفاح بن محمد
۱۳۷ھ	منصور و انبغی بن محمد

اسماء و خلفاء	سال تخت نشینی
همدی بن منصور	۱۵۸ هـ
هادی بن همدی	۱۶۹ هـ
هارون رشید بن همدی	۱۷۰ هـ
ابن بن هارون	۱۹۳ هـ
مامون بن هارون	۱۹۸ هـ
معتصم بن هارون	۲۱۸ هـ
واثق بن معتصم	۲۲۶ هـ
متوکل علی الله بن معتصم	۲۳۲ هـ
مستنصر بالله بن متوکل	۲۴۶ هـ
مستعین بالله بن معتصم	۲۴۸ هـ
معتز بالله بن متوکل	۲۵۲ هـ
همتی بالله بن والی	۲۵۵ هـ
معتد بالله بن متوکل	۲۵۶ هـ
معتضد بالله بن موفق	۲۶۹ هـ
مقتدر بالله بن موفق	۲۹۵ هـ
راعی بالله بن مقتدر	۳۲۲ هـ

سال تخت نشینی	اسماء و خلفاء
۳۲۹ هـ	مقتضی بالله بن مقتدر
۳۳۰ هـ	مستکفی بالله بن مقتضی
۳۳۳ هـ	مطیع بالله بن مقتدر
۳۳۶ هـ	طالع بالله بن مطیع
۳۳۸ هـ	قادر بالله بن مقتدر
۳۴۲ هـ	قائم بامر الله بن قادر
۳۴۶ هـ	مشغدی بالله بن قائم
۳۴۸ هـ	مستظهر بالله بن مشغدی
۳۵۱ هـ	مسترشده بالله بن مستظهر
۳۵۲ هـ	راشد بن مسترشده
۳۵۳ هـ	مقتضی بن مستظهر
۳۵۵ هـ	مستجده بالله بن مقتضی
۳۵۶ هـ	مستغنی بن نور الله بن مستجده
۳۵۷ هـ	ناصر لدین الله بن مستغنی
۳۶۲ هـ	ظاهر بامر الله بن ناصر
۳۶۳ هـ	مستظهر بالله بن ظاهر
۳۶۴ هـ	مستعصم بالله بن مستظهر

مستعصم باللہ کے زمانہ میں تاتاریوں کا فتنہ عظیم واقع ہوا۔ خلیفہ کا وزیر ابن علقمی رافضی اُن سے ساز باز رکھتا تھا اور مخفی طور پر عراق و بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دیتا رہتا تھا۔ ۷۵۶ھ میں ہلاکو خاں تاتاریوں کی کثیر جماعت سے بغداد کی طرف متوجہ ہوا۔ ابن علقمی نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ صلح کر لیجئے اور ہلاکو سے شرط کر لی کہ مجھے وزارت کا عہدہ دینا۔ خود اجارت لے کر مصالحت کی عرض سے تاتاریوں کے پاس پہنچا اور اپنی طرف سے جھوٹ کہہ دیا کہ ہلاکو آپ کی خلافت میں دست اندازی نہیں چاہتا صرف اطاعت لینا چاہتا ہے۔ عرض خلیفہ مع تمام اکابر و علماء کے بغداد سے باہر صلح کے لئے گئے اور سب قتل کر ڈالے گئے۔ دار الخلافہ بغداد میں خون کی ندیاں گئیں حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ نے ذوال بغداد کا نہایت درد انگیز فریہ تحریر فرمایا ہے جس کا مطلع یہ ہے ۵

آسمان راعی بود گرغل بیاد و بزین
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

اسی زمانہ میں مستنصر باللہ بن ظاہر بامر اللہ جو بغداد میں مجوس تھے رہا ہو کر مصر کی طرف چلے گئے۔ سلطان مصر میرس نے ان کو بڑی تعلیم و تکریم کے ساتھ لیا اور ان سے بیعت کی۔ خلیفہ نے سلطان کو خلعت دیا اور فرمان حکومت لکھ دیا۔ مصر میں خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سکہ جاری ہوا۔ اس وقت سے خلفاء عباسیہ کا نام

مصر میں زندہ ہوا جن کی تفصیل اس نقشہ سے ظاہر ہوگی۔

مستنصر باللہ ثانی بن ظاہر بامر اللہ	۵۶۵۶ھ
حاکم بامر اللہ بن حسن بن علی بن ابی بکر بن خلیفہ مستترشد باللہ۔	۵۶۶۱ھ
مستکفی باللہ بن حاکم بامر اللہ۔	۵۶۷۱ھ
واثق باللہ بن ولیمہ مستمسک بامر اللہ بن حاکم بامر اللہ۔	۵۶۷۰ھ
حاکم بامر اللہ بن مستکفی باللہ	۵۶۷۲ھ
معتضد باللہ بن مستکفی باللہ	۵۶۷۳ھ
متوکل علی اللہ بن معتضد	۵۶۷۳ھ
واثق باللہ بن ولیمہ مستمسک بامر اللہ بن حاکم بامر اللہ	۵۶۸۵ھ
مستعین باللہ بن متوکل علی اللہ	۵۶۸۹ھ
معتضد باللہ بن متوکل	۵۶۸۵ھ
مستکفی باللہ بن متوکل	۵۶۹۰ھ
قائم بامر اللہ بن متوکل	۵۶۸۷ھ
مستجد باللہ بن متوکل	۵۶۸۹ھ
متوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل	۵۶۸۸ھ
مستمسک باللہ بن متوکل علی اللہ بن یعقوب	۵۶۹۰ھ
متوکل علی اللہ۔	۵۶۹۱ھ

خلافت آل عثمان

چین اور ترکستان کے مابین جو عظیم الشان درہ واقع تھا اُس میں قوم ترک سکونت پذیر تھی جس کا شمار خلاق عالم کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس لئے کہ وہ درہ آبادی سے دور و دراز مسافت پر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس درہ کی راہ ہر طرف سے ایک ماہ کی تھی۔

رب العالمین کی قدرت کاملہ سے ترکوں کے خورد و نوش کا تمام سامان اور ضروریات زندگی اُسی مقام پر موجود و تہیا تھیں۔ علی العموم صحرائی جانوروں کا گوشت اور دودھ اُن کی غذا تھی۔ کبھی کبھی غلہ بھی میسر ہو جاتا تھا۔ بھڑکریوں کی اُون بدن ڈھانکنے کو لجاتی تھی۔ اگر اتفاق سے کسی فافلہ کا گزرا دھرا ہو جاتا تو اُس کو ٹالیتے۔ اسی گروہ میں سے غر، غوری، خطا، اور تمار بھی ہیں۔ تانار بھی تمام اقوام ترک میں سب سے زیادہ دلیرو نامور ہوئے۔ مغل بھی اسی نسل سے ہیں۔

فرق یہ ہے کہ مغل تو ایشیا کے بعید ترین مشرقی گوشہ میں بحالت توحش بسر اوقات کرتے تھے مگر ترک عربوں کی تہذیب و تمدن سے متاثر ہو چکے تھے۔ جب ملوک ترکستان و کاشغر کی دولت و حکومت معراج کمال پر پہنچ کر زوال پذیر ہوئی تو ان پھر انشین ترکوں نے درہ کوہ سے اہر نکل کر تھر پہاڑ پہنچے۔ یہ مطابق سنہ ۷۸۰ھ سے ملوک ترکستان پہنچے۔

غلبہ و قبضہ کر لیا۔ ترکوں کی قوم مسورہ عالم میں مابین چین و ترکستان
خوارزم تاک اور شناس، فرغانہ، ماوراء النہر، بخارا، سمرقند، ترمذ،
میں آباد تھی۔ اہل اسلام نے اپنی زبردست اور عالمگیر فتوحات کے زمانہ
میں ان کو ماوراء النہر و بخارہ سے نکال دیا تھا صرف ترکستان، کاشغر،
فرغانہ، اور شناس ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا جس کا خراج سالانہ ادا کرتے
تھے اس کے بعد ترکوں نے اپنے وحشیانہ، ہیمانہ، اور غیر تمدن زندگی
کو انسانیت، تہذیب اور نور اسلام سے تبدیل کر لیا۔ اسی وجہ سے
ان کی ولایت و حکومت مستحکم و پائدار ہو گئی۔

”نامادی اقوام میں سب سے زبردست آل سلجوق گذرے ہیں
جو عربی تاریخوں میں ترکمان کے نام سے مشہور ہیں۔

سلجوقیوں کی ابتدا تاریخ کی زبان سے جو کچھ بیان کی گئی ہے اُس کا
خلاصہ حسب ذیل ہے۔

بیگمناں (پہوخواں) دشت قچان و افغان بلاد ترکستان کا ایک
نور و مختار حاکم تھا جس کی فوج کا سپہ سالار ایک شخص دقاق (دقان)
تھا۔ اس شخص کی شجاعت نے اُس کو تر تالنج (دالنج) کا خطاب دلایا
تھا جو ترکی زبان میں سخت کمان والے ہارے کے لئے بولا جاتا ہے۔
دقاق سپہ گری کے ساتھ تدبر و سیاست میں بھی ممتاز تھا۔ دقاق
کے مرے پر اس کا بیٹا سلجوق (سلجوک) باپ کے عہدے پر فائز ہوا۔

یہی سلجوق خاندان سلجوقیہ کا بانی ہے۔ سلجوق بیگم خاں پر حاوی ہو گیا تھا اس لئے اراکین سلطنت اُس سے صدر رکھنے لگے اور شکایات کا بازار گرم ہو گیا۔ سب سے بڑا واقعہ یہ گذرا کہ ایک روز محل سرے میں پہنچ کر سلجوق مسند شاہی کے قریب جہاں بیگمات اور شاہزادوں کی نشست گاہ تھی بیٹھ گیا۔ یہ بات ملکہ کو نہایت ناگوار و خلاف مزاج گذری۔ بادشاہ سے شکایت کی کہ یہ لڑکا بہت چل نکلا ہے۔ اس عمر میں تو یہ کیفیت ہے آگے جذا جانے کیا ہو گا۔ شاہ ترکستان نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر سلجوق کو تنبیہ کرنا چاہی۔ ادھر سلجوق اطلاع پا کر ہوشیار ہو گیا۔ تنہا سوار، پندرہ سو اونٹ، اور پچاس ہزار بکریاں لے کر سمرقند کی طرف چل دیا۔ جند جو ترکستان کا ایک مشہور اور بڑا شہر ہے اُس کے نواح و اطراف میں جا کر قیام پذیر ہو گیا جہاں اس قبیلہ کے دوسرے آدمی بھی آ گئے اور ایک مختصر سی حکومت قائم ہو گئی۔ اسی اثنا میں تو قین ربانی اور تائید غیبی سے سلجوق مع تمام لواحقین کے شرف اسلام سے مشرف ہو گیا۔ یہ اس خاندان میں پہلا مسلمان حاکم تھا جو مذہب اسلام کا بڑا زبردست حامی، معاون اور داعی بن گیا۔

یہ علاقہ بیگم خاں شاہ ترکستان کی قلمرو میں تھا اور وہی یہاں کے باشندوں سے خراج وصول کیا کرتا تھا۔ سلجوق نے اس علاقہ پر

تایض ہونے کے بعد خراج دینے سے قطعی انکار کیا۔ تلوار ثالث قرار پائی جس نے سلجوق کے حق میں فیصلہ کیا اور یہ نقطہ بعد کی فتوحات کے لئے سنگ بنیاد قرار پایا۔ ظاہر ہے کہ اس فتح اول سے اس نواح میں سلجوق کی دھاک بیٹھ گئی۔ اطراف و جوانب کے چھوٹے چھوٹے سردار اُس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے جس سے اس کا حوصلہ بڑھ گیا کہ بڑے بڑے بادشاہوں کے ساتھ تنہا آزما کرے۔ اُس نے نورجیاد کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ اور ملک گیری و کشور کشائی کے حوصلے پوسے کرنے لگا۔

اس کے بعد اُس کا بیٹا میکائیل پھر طغرل بیگ محمد اور چغری بیگ داؤد و سپران میکائیل تخت نشین ہوئے اور دونوں کے مشورہ سے حکومت شروع ہوئی۔ طغرل بیگ کی فتوحات جس زمانہ میں آغاز ہوئیں اس وقت خلافت بغداد کا صرف نام ہی نام باقی رہ گیا۔ اصلی طاقت فاطمیین مصر کے ہاتھوں میں تھی۔ دولت ایران آل بویہ میں تقسیم ہو چکی تھی اور بغداد کا امیر المومنین قائم بامر اللہ اہل بیت کے ہاتھوں میں تھا جس کی مذہبی عظمت کو آل بویہ کی شیعیت نے ضعیف کر دیا تھا۔ ایسے نازک اور فتنہ کے زمانہ میں اسلام کی سیاسی و مذہبی کمزوری دور کرنے کے لئے ایک نہایت زبردست قوت کی ضرورت تھی۔ خداوند قادر و قیوم نے ملوک سلجوقیہ کے قیام سے اس بڑی ضرورت کو

پورا فرما دیا۔ مسٹر لین پول مشہور مورخ کا قول ہے کہ ”اسلام قبول کرتے ہی ان کچھ نہ ترائسن اور خانہ بدوش و حیثیوں کی بالکل کایا پلٹ ہوئی۔ یہ سلجوقی مسلمانوں کی مردہ سلطنت میں روح پھونکنے کو اٹھ کھڑے ہوئے اور فی الواقع اپنی کوشش میں کامیاب ہوئے“

الغرض طغرل بیگ کی سیادت میں سلجوقیوں کی طاقت آہستہ آہستہ مگر مستقل طور پر ترقی کرتی تھی۔ اس ترقی کی تیز رفتاری میں اگر کوئی مانع و مارج تھا تو وہ سلطان محمود غزنوی کا وجود تھا۔ اگرچہ اس کی دور میں نظر نے بھی کبھی ان کی بڑھتی طاقت کے استیصال پر توجہ نہ کی تھی۔

۱۱۸۱ء مطابق ۵۷۳ھ میں سلطان محمود کا انتقال ہوا اور تخت محمودی پر سلطان مسعود ٹھکان ہوا۔

اب طغرل بیگ کی کشورکشی کے لئے میدان صاف تھا۔ راولی کے لئے چلے بہانے مشکل نہ تھے چنانچہ تھوڑے ہی دن بعد راولی کا آغا ہوا جس میں بیشاپور - خراسان و غیرہ طغرل کے زیر نگین آئے۔ اور اس طرح غزنوی سلطنت کے کھنڈرات پر سلجوقی حکومت کی یہ رفیع الشان عمارت تعمیر ہوئی۔ طغرل بیگ نے مقام زمے کو اپنا دارالسلطنت - اور جغری بیگ نے مرو کو اپنا دارالحکومت قرار دیا۔

سلجوقیوں کی حکومت کا آغاز اگر طغرل بیگ کی باقاعدہ تخت نشینی

سے سمجھا جائے تو ۳۳۵ھ مطابق ۱۰۴۵ء سے ہے۔ سب سے
 بڑا طبقہ جس کے افراد کو اہل تاریخ سلاجقہ اعظم کہتے ہیں۔ عراق
د ایران وغیرہ پر حکمران تھا جس میں الپ ارسلان۔ ملک شاہ۔
سنجر۔ برکیارن۔ وغیرہ جیسے جلیل القدر فرماں روا گذرے
 ہیں۔ ۹۰ھ مطابق ۱۱۹۵ء تک قائم رہا۔ ۳۳۵ھ مطابق
 ۱۱۴۰ء میں اسی طبقہ سے ایک شاخ پھوٹی جس نے ۳۳۳ھ
 مطابق ۱۱۴۱ء سے ۳۵۵ھ مطابق ۱۱۶۵ء تک کرمان اور
بلاد طحہ پر حکومت کی۔

طبقہ اعظم کی دوسری شاخ سلاجقہ اناطولیہ کی ہے جو ۳۷۵ھ
 مطابق ۱۱۸۵ء سے ۳۸۵ھ مطابق ۱۱۹۵ء تک روم و
 ایشیائے کوچک میں حکمران رہی۔ اس حکومت کی حدود
 تقریباً وہی تھے جو آج کل بطل المہریت مجاہد فی سبیل اللہ
حضرت قازی مصطفیٰ کمال پاشا خلد اللہ ملکہ کی شمشیر کافر کش کے
 زیر سایہ ہیں۔ اس کا پایہ تخت قونیا تھا جس کو حضرت مولانا جلال الدین
رومی قدس سرہ کے مولد و مسکن ہونے کا شرف حاصل ہے۔
 مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نینوں طبقوں کے شجرہ ہائے نسب
 پیش کئے جائیں جن سے ہر حکمران کی مدت حکومت معلوم ہو۔

سلاجقہ اناطولیہ کے شجرہ میں تم نے ایک فرماں روا علاء الدین
 کیتبدا کا نام پڑھا ہوگا۔ اس سے اور علاء الدین تکش خوارزم شاہ
 کے پوتے جلال الدین خوارزم شاہ سے ۶۲۶ھ مطابق ۱۲۲۹ء
 میں وہ فیصلہ کن لڑائی ہوئی جس کے بعد سے خوارزم شاہیوں کا
 چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا۔ اس جنگ میں ایک شخص سلیمان
 جو بعض مورخین کے قول کے مطابق آرمینیا کا رئیس زادہ اور بقول بعض بلخ
 کا باشندہ تھا، علاء الدین کیتبدا سلجوقی کی طرف سے مع اپنے جمعیت
 کے نہایت بہادری سے لڑا اور اس جلد میں بعد فتح علاء الدین کی نظر
 میں مقبول ہو گیا۔ سلیمان کے بعد اُس کا بیٹا طغرل (یا ارطغرل) اور
 طغرل کے بعد اُس کا بیٹا عثمان یکے بعد دیگرے علاء الدین کیتبدا کے
 مقربین میں رہے۔ عثمان نے علاء الدین کیتبدا کے دل میں سفیر
 جگہ پائی کہ اُس کا امیر عسکر اور مختار سلطنت ہو گیا۔ اس نے کیتبدا
 کی حدود مملکت میں بہت کچھ اضافہ کیا جس کے صلہ میں کیتبدا نے
 اسے ”غازی“ کا خطاب دیکر اپنی شہزادی سے نکاح کر دیا۔ کیتبدا
 کے مرنے پر عثمان غازی نے اپنی جد اگانہ مستقل طاقت قائم کی
 اور بروصہ فتح کر کے اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ اور اس عظیم السطیت
 حکومت و سلطنت کی بنیاد اسی جو آج ساٹھ چھ سو برس گزرنے
 پر متفقہ عیسائی یورپ کے صلیبی جہاد کے باوجود بھی خدا کے فضل و کرم

سے باقی وقائم ہے۔ یورپ، ایشیا، اور افریقہ کے تینوں بڑا عظم گواہ ہیں کہ اس سلطنت نے اپنے عروج و افتدار کے زمانہ میں ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی کئی بار یورپ کے جلال و جبروت کو خاک میں ملا دیا اور دنیا کے عیسویت کی متکبر گردن کو اپنے ”باب عالی“ کی آستانہ بوسی کے لئے جھکا جھکا دیا ہے۔ تاریخ کو وہ زمانہ فراموش نہیں ہو اپنے جبکہ ترکوں کے ”سلطان اعظم“ کی پیشانی پر خفیف سی شکن آجائے۔ یہ یورپ کے ایوانات و وزارت لرز جاتے تھے،

سفارت خانوں میں تھلکہ پڑ جاتا تھا اور ”فاتح یورپ“ کی خوشنودی حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا جاتا تھا۔ سلطنت عثمانیہ کے دفاتر وزارت میں وہ خطوط اب تک محفوظ ہوں گے جو یورپ کے عیسائی بادشاہ سلطان فاتح کو براہ راست لکھنا خلاف ادب سمجھا اس کے وزیر اعظم کو اس طرح سے لکھتے تھے جیسے چھوٹے اپنے بڑوں کو یا تخت اپنے افسروں کو لکھتے ہیں۔

غازی عثمان خاں اول نے جس تخت پر ۱۲۸۹ء مطابق ۱۲۸۹ء میں قدم رکھا تھا اس پر اس غازی مرحوم کی نسل کے سینتیس افراد اس وقت تک بیٹھ چکے ہیں۔ پہلے نو سلاطین آل عثمان کے زمانہ میں تو وہ تخت محض تخت سلطنت ہی رہا لیکن سلطان سلیم خاں اول کی سعادت بخت نے اسے ”تخت خلافت“ بنا دیا۔ اور اس طرح

حضرت خلیفۃ اللہ الاعظم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ودیعت وراثت خلفائے آل عثمان کے تفویض ہوئی جس کے موجودہ حامل حضرت خلیفۃ خلیفۃ اللہ، خادم بن شریفین امیر المسلمین امام المؤمنین، سلطان محمد خاں سادس، (سلطان محمد وحید الدین) خلیفۃ اللہ مکہ و دولۃ ہیں۔

ذیل میں سلاطین آل عثمان اور خلفائے آل عثمان کی مفصل جدول درج کی جاتی ہے۔

سلاطین آل عثمان

شمار	نام	سنة آغاز سلطنت	سنة اختتام سلطنت	کیفیت
۱	فاتح عثمان کا اول ابن ایدرمن بن بلیخان	۴۸۸ھ ۶۳۸ھ	۴۲۶ھ ۶۳۲ھ	
۲	ارخان بن عثمان خاں	۴۲۶ھ ۶۳۲ھ	۴۶۰ھ ۶۳۵ھ	
۳	مراد خاں اول ابن ارخان	۴۶۰ھ ۶۳۵ھ	۴۹۱ھ ۶۳۸ھ	۴۹۱ھ میں ایشیا نڈیل فتح کر کے یورپ ۶۳۸ھ میں قدم جمائے بلقان کا علاقہ

نمبر	نام	سنہ آغاز سلطنت	سنہ اختتام سلطنت	کیفیت
				صوبہ تھریس فتح ہوا۔
۴	بازید خاں اول لقب بہ بلدیہ ابن مراد خاں اول	۵۷۹۱ھ ۶۱۳۸۹	۵۸۰۳ھ ۶۱۴۰۶	بگیر یا۔ مقدونیہ۔ محسلی کو فتح کیا۔ شہنشاہ قسطنطنیہ کو مطیع و باج گزار کیا۔
۵	سیلمان خاں ابن بازید خاں اول موسیٰ خاں ابن بازید خاں	۵۸۰۵ھ ۶۱۴۰۲	۵۸۱۳ھ ۶۱۴۱۰ ۵۸۱۶ھ ۶۱۴۱۳	
۶	محمد خاں اول ابن بازید خاں اول	۵۸۱۶ھ ۶۱۴۱۳	۵۸۲۵ھ ۶۱۴۲۲	کپاڈوکیا۔ سرویا۔ ولاشیا اور دوسرے لوہے صوفے فتح کئے مینزبل پیلو لوگس شہنشاہ قسطنطنیہ اسے حراج دینا رہا۔
۷	مراد خاں ثانی ابن محمد خاں اول	۵۸۲۵ھ ۶۱۴۲۲	۵۸۵۴ھ ۶۱۷۵۱	سب سے پہلے لڑائی میں توپ کا استعمال کیا۔ اسکندر بیگ ہنگار یا کو تباہ کیا۔

ردیف	نام	سنہ آغاز سلطنت	سنہ اختتام سلطنت	کیفیت
۸	محمد خاں ثانی اعظم فاتح مستطینہ ابن مراود خاں ثانی	۸۵۲ھ ۶۱۳۵۱	۸۸۶ھ ۶۱۳۸۱	سب سے بڑا کارنامہ فتح مستطینہ تاج فتح ۱۰ ارجادی الاولی ۸۵۶ھ دو شاہنشاہیوں اور دو شہر اپنے اقتدار میں کر کے اہلی کے فتح کا قصد تھا کہ اسکا ہو گیا عیسائی دنیا میں عید منائی گئی۔
۹	بازید خاں ثانی ابن محمد خاں فاتح	۸۸۶ھ ۶۱۳۸۱	۹۱۸ھ ۶۱۵۱۲	تخت مستطینہ پر جلوہ فرما ہوئے ہی حرد و سلطنت میں توسیع کی اہل و عین کو یہاں تک دیا کہ صلح کی التجاک۔
۱۰	سلیم خاں اول ابن بازید خاں ثانی جیشیت سلطان ترکی	۹۱۸ھ ۶۱۵۱۲	۹۲۳ھ ۶۱۵۱۶	

خلفائے آل عثمان

ترتیب	نام	سنہ آغاز خلافت	سنہ اختتام خلافت	کیفیت
۱۰	سلیمان اول ابن بایزید خاں بہ حیثیت خليفة المسلمين	۹۲۳ھ ۱۵۱۶ء	۹۲۶ھ ۱۵۲۰ء	مصر و عراق و شام و بیت المقدس فتح کرنے کے بعد والی مکہ معظمہ کے رہنے والے شریفین کی کجیاں پیش کیں۔ خطبہ میں حامی دین و خادم حرمین شریفین سلطان کے نام کے ساتھ ملا کر پڑھا گیا۔ عباسی خلیفہ المنوکل علی اللہ نے حقوق خلافت تسلیم کئے۔
۱۱	سلیمان خاں اول ملقب بہ اعظم ابن سلیمان	۹۲۶ھ ۱۵۲۰ء	۹۴۱ھ ۱۵۲۶ء	بلکلیڈ فتح کیا۔ ۹۲۶ھ میں جزیرہ رودس فتح کیا۔ اہل ہنگری کو شکست دی۔

سلسلہ	نام	سلسلہ آغاز خلافت	سلسلہ اختتام خلافت	کیفیت
				یورپ پیٹ فتح کیا۔ عیسائی اس کے نام سے لرزتے تھے۔
۱۲	سلیم خان ثانی ابن سلیمان خان	۹۷۴ھ ۱۵۶۴ء	۹۸۲ھ ۱۵۷۲ء	اہل دین سے جزیرہ قبرس فتح کیا۔ ٹیونس اور المجربا زیر اطاعت آئے جنگ نے پانٹو میں بحری طاقت کم ہو گئی فرانسیسیوں نے دوستانہ رسوخ پیدا کیا اور اپنے لئے خاص مراعات حاصل کیں۔
۱۳	مراد خان ثانی ابن سلیم خان ثانی	۹۸۲ھ ۱۵۷۲ء	۱۰۰۳ھ ۱۵۹۵ء	ارمنیا۔ میڈیا۔ طارس ایرانیوں سے لئے۔ اہل ہنگری سے قلعہ گیا تو فتح کیا۔

ردیف	نام	سنہ آغاز خلافت	سنہ اختتام خلافت	کیفیت
۱۴	محمد خاں ثالث ابن مراد خاں ثالث	۱۰۰۳ھ ۱۵۹۵ء	۱۰۱۲ھ ۱۶۰۴ء	روڈ الٹ شہنشاہ جرمینی سے جنگ کی اور ہنگری پر حملہ کیا۔ مگر میکس ملین برباد شہنشاہ جرمینی مزارعہ ہوا۔
۱۵	احمد خاں اول ابن مراد خاں ثالث	۱۰۱۲ھ ۱۶۰۴ء	۱۰۲۵ھ ۱۶۱۷ء	
۱۶	مصطفیٰ خاں اول ابن مراد خاں ثالث	۱۰۲۵ھ ۱۶۱۷ء	۱۰۲۶ھ ۱۶۱۸ء	
۱۷	عثمان خاں ثانی ابن احمد خاں اول مصطفیٰ خاں اول بابر ثانی	۱۰۲۶ھ ۱۶۱۸ء	۱۰۳۰ھ ۱۶۲۲ء	
۱۸	مراد خاں رابع ابن احمد خاں اول	۱۰۳۲ھ ۱۶۲۳ء	۱۰۴۹ھ ۱۶۴۰ء	بند اور فتح کیا۔

سلسلہ	نام	سنہ آغاز خلافت	سنہ اختتام خلافت	کیفیت
۱۹	ابراہیم خاں بن احمد خاں اول	۱۰۴۹ھ ۶۱۶۳۰	۱۰۵۹ھ ۶۱۶۴۹	اہلِ وینس کے مقابلہ میں جنگ کریٹ شروع کی
۲۰	محمد خاں رابع ابن ابراہیم خاں	۱۰۵۹ھ ۶۱۶۴۹	۱۰۹۸ھ ۶۱۶۸۷	اہلِ وینس کے مقابلہ میں جنگ جاری رکھی - کنیڈیا کو فتح کر لیا - پولینڈ پر چڑھائی کی -
۲۱	سیلمان خان ثانی ابن ابراہیم خاں	۱۰۹۸ھ ۶۱۶۸۷	۱۱۰۲ھ ۶۱۶۹۱	
۲۲	احمد خاں ثانی ابن ابراہیم خاں	۱۱۰۲ھ ۶۱۶۹۱	۱۱۰۴ھ ۶۱۶۹۵	
۲۳	صلیف خان ثانی ابن محمد خاں رابع	۱۱۰۴ھ ۶۱۶۹۵	۱۱۱۵ھ ۶۱۷۰۳	اہلِ وینس - اہلِ پولینڈ - اہلِ روس سے جنگ کی -
۲۴	احمد خاں ثالث ابن محمد خاں رابع	۱۱۱۵ھ ۶۱۷۰۳	۱۱۴۲ھ ۶۱۷۳۰	جنگ پلٹو وا کے بعد چارس دوازہیم شاہ سوئیڈن کو

سلسلہ	نام	سنہ آغاز خلافت	سنہ اختتام خلافت	کیفیت
				اپنا زمانہ کیا۔
۲۵	محمود خاں اول ابن مصطفیٰ خاں ثانی	۱۱۴۲ھ ۶۱۶۳۰	۱۱۶۸ھ ۶۱۷۵۴	جارجیا اور آرمینیا کو فتح کیے جسے نادر شاہ نے فتح کیا۔
۲۶	عثمان خاں ثالث ابن مصطفیٰ خاں ثانی	۱۱۶۸ھ ۶۱۷۵۴	۱۱۹۸ھ ۶۱۷۵۷	
۲۷	مصطفیٰ خاں ثالث ابن احمد خاں ثالث	۱۱۹۸ھ ۶۱۷۵۷	۱۲۱۷ھ ۶۱۷۷۳	
۲۸	علاء الدین خاں اول یا احمد خاں رابع ابن احمد خاں ثالث	۱۲۱۷ھ ۶۱۷۷۳	۱۲۴۰ھ ۶۱۷۸۹	
۲۹	سلیمان خاں ثالث ابن مصطفیٰ خاں ثالث	۱۲۴۰ھ ۶۱۷۸۹	۱۲۶۲ھ ۶۱۸۰۷	کتھرا میں دوم۔ مکرہ روس سے جنگ ہوئی جس میں بہت ملک ویرانہ ہوئی۔ مصر پر فرائض نے حملہ کیا۔
۳۰	مصطفیٰ خاں رابع ابن احمد خاں رابع	۱۲۶۲ھ ۶۱۸۰۷	۱۲۸۳ھ ۶۱۸۰۸	

سجہ	نام	سنہ آغاز خلافت	سنہ اختتام خلافت	کیفیت
۳۱	محمود خاں ثانی ابن احمد خاں راہج۔	۱۲۲۳ھ ۱۸۰۸ء	۱۲۵۵ھ ۱۸۳۹ء	۱۸۲۱ء میں یونانیوں نے بغاوت کی اور جنگ شدید کے بعد آزاد ہو گئے۔ ۱۸۲۹ء میں روس سے جنگ ہوئی جس میں روس کو فتح ہوئی اور بہت سے مراعات کے باعث روس مستطظنیہ پر حملہ کرنے سے باز رہا نزارینو کے مقام پر عثمانی پہرے کو روس فرانسیسی اور برطانوی پہرے نے تباہ کر دیا۔
۳۲	عبد المجید خاں ابن محمود خاں ثانی۔	۱۲۵۵ھ ۱۸۳۹ء	۱۲۷۷ھ ۱۸۶۱ء	

ردیف	نام	سند آغاز خلافت	سند اتمام خلافت	کیفیت
۳۳	عبدالعزیز خاں ابن محمود خاں ثانی	۵۱۲۷۷ ۶۱۸۴۱	۵۱۲۹۲ ۶۱۸۷۵	
۳۴	مردا خاں خاں	۵۱۲۹۲ ۶۱۸۷۵	۵۱۲۹۳ ۶۱۸۷۴	
۳۵	عبدالمجید خاں ثانی	۵۱۲۹۳ ۶۱۸۷۴	۵۱۳۲۶ ۶۱۹۱۸	
۳۶	محمد خاں شمس محمد خاں سادس	۵۱۳۲۶ ۶۱۹۱۸ ۵۱۳۳۵ ۶۱۹۱۸	۵۱۳۳۵ ۶۱۹۱۸	

جدول بالا سے معلوم ہوگا کہ ۹۱۰ھ میں سلطان سلیم خاں اول تخت نشین ہوئے۔ یورپ میں قسطنطنیہ وغیرہ اور تمام مغربی ایشیا تو پہلے ہی دولت عثمانیہ کے قبضہ میں آچکا تھا۔ سلطان سلیم خاں نے شام و مصر بھی فتح کر لیا۔ تیجرب کے واسطے جنگ کی ضرورت نہ پڑی بلکہ والی مکہ کے صاحبزادے "ابوالبرکات" نے مصر جا کر اپنے والد کی جانب سے فتح مصر و شام کی مبارکباد دی اور حرمین شریفین کی کچیاں سلطان کو تفویض کر دیں۔ جب سلطان سلیم مصر سے واپس آئے تو خلیفہ متوکل علی اللہ جو مصر میں خلفائے عباسیہ کی آخری یادگار تھی سلطان کے ہمراہ قسطنطنیہ تشریف لائے اور سلطان کی زبردست قوت، کامل تسلط، حرمین شریفین کی خدمت، اور مصر و شام پر اقتدار دیکھ کر حقوق خلافت بھی انہیں کو تسلیم کر دئے اور آثار مقدسہ نبویہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نلوار۔ جھنڈا اور ایک چادر جو نسل بعد نسل خلفائے منقول ہوتے چلے آتے تھے سلطان کو مرحمت فرما دئے۔ اس کے بعد جامع ایاضیہ میں جملہ عاملہ شہر و اراکین سلطنت مجتمع ہوئے۔ جہاں سب سے پہلے خلیفہ متوکل نے خلافت سے اپنی دست برداری کا اعلان کیا پھر تمام حضار نے سلطان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ پہلا دن تھا جس میں عثمانیہ جواب تک صرف ایک دولت و حکومت تھی۔

خلافت کے خصوصی شرف و امتیاز سے مشرف و ممتاز ہوئی اور
 بعد کو خلافت عثمانیہ کے گرافندہ لقب سے ملقب ٹھہری۔
 اُس وقت سے ان سلاطین کی خلافت بلا نزاع و اختلاف ہر زمانہ
 میں جملہ اہل اسلام کو مسلم و مقبول ہوتی چلی آتی ہے۔ تمام ممالک
 اسلامیہ میں خلفاء عثمانیہ کے اسماء و شریفہ خطبہ میں پڑھے جاتے
 ہیں۔ اُن کو خادم الحرمین الشریفین کے معزز و قابلِ فخر لقب سے
 یاد کیا جاتا ہے اور وہ آثارِ متبرکہ دار الخلافہ "فسطاطینہ" میں بطور
 سند خلافت محفوظ ہیں۔ کعبۃ اللہ کی حفاظت اور وضعتہ النبوی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف انہیں کو حاصل ہے۔
 جزیرۃ العرب انہیں کے اقتدار و حکومت میں داخل ہے اور
 شریف مکہ انہیں کے ماتحت و نائب عامل و وزیر اثر رہے ہیں۔
 اسی وجہ سے ان کی آزادی مذہب کی نظر میں بغاوت سمجھی
 جاتی ہے۔ ایک خاص امتیاز خلفاء عثمانیہ کو قدرت نے یہ عطا
 فرمایا ہے کہ اُن کے عہد میں کوئی دوسرا شخص خلافت کا دعوے دار
 پیدا نہیں ہوا خلفاء بنی امیہ اور خلفاء عباسیہ کے زمانہ خلافت
 میں بہت سے مدعیانِ خلافت ظاہر ہوئے لیکن جب سے
 خلافت آل عثمان کو ملی ہے اُس وقت سے آج تک کسی شخص نے
 کسی طرح اُن کے مقابل خلافت کا ادا نہیں کیا۔ مگر حکومت عثمانیہ

کہ نفا سائے یورپ نے آغا زہی سے بعض وحدہ و کینہ وعداوت کی نفرت سے دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ آل عثمان جس قدر یورپ کی طرف بڑھتے گئے اہل تنلیث کی نفرت وعداوت زیادہ ہوتی گئی۔ یورپ میں ترک جزیرہ نمائے ”گیلی پولی“ کی جانب سے داخل ہوئے اور پھر اندکوبر ابرگستے چلے گئے۔

سلطان مراد خاں اول کے عہد میں علاقہ بلقان سے تھریس فتح ہوا۔ اس کامیابی پر قیصر روم جل جہنم کر خاک ہو گیا اور مذہب عیسوی کے نام پر پاپائے روم اور دیگر شاہان عیسوی کو آل عثمان سے لڑنے کی ترغیب دی۔ بڑی زبردست لڑائی ہوئی لیکن قیصر روم کو مفقود و نہ اور البانیہ دے کر مغلوبانہ طور پر مصالحت کرتے بنی۔ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ نے اپنے عہد سلطنت میں عیسائیوں کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے اور فتنہ و فساد کی جڑ قیصر روم کے پایہ تخت ”قسطنطنیہ“ کو فتح کر لیا۔ قیصر روم نے اس جنگ کو غصہ ہی جنگ قرار دے کر عیسائیوں کو بہت کچھ اُٹھا را، جوش دلایا، اور دین و مذہب کی طرف متوجہ کیا مگر اس سے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ اہل باطل کو ہزیمت و شکست نصیب ہوئی اور اہل حق کو فتح و نصرت۔ تریپٹن روز کے محاصرہ کے بعد ۱۰۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۵۳ء کو قسطنطنیہ پر سلطان کا قبضہ

ہو گیا۔ خلیفۃ المسلمین سلطان سلیم خاں اول کے بعد سلطان سلیمان
 اول کے عہد خلافت میں سلطان خیر الدین بابر و سوادائی
 الجزائر نے اعانت چاہی۔ خلیفہ نے افواج روانہ فرما کر نصاریٰ
 کی مدافعت کا فی طریقہ پر کی اور حسب خواہش سلطان خیر الدین حکومت
 الجزائر، بھی بالعالی کے اقتدار میں آگئی۔ پھر خلیفۃ المسلمین نے
 خیر الدین کو امیر البحر کے عہدہ پر مامور کر دیا جن کی سعی و کوشش سے
 ”یونیونس“ خلافت اسلامیہ کے تحت میں آگیا۔ سوچیں عیسوی
 صدی کے نصف حصہ تک آل عثمان کی دولت و حکومت،
 جاہ و جلال، سطوت و شوکت، عظمت و جبروت، رعب
 و اقتدار آسمان کمال و ترقی پر آفتاب عالم تاب بن کر درخشاں
 رہا جس کے خیال سے سارے اہل یورپ خائف و ترساں تھے
 لیکن اسی صدی کے اخیر حصہ میں خلفاء عثمانیہ کے استحکام و دولت
 میں فرق آنا شروع ہو گیا۔ عیسائی سلطنتوں نے پہلے درپہلے
 حملے شروع کر دیے اور جس قدر حکومت عثمانیہ کمزور ہوتی گئی اسی
 اہل تہذیب تیزی اور قوت کے ساتھ سلسلہ جنگ بڑھاتے گئے۔
 ۱۶۵۷ء میں اسپین اور رومانیہ ترکوں سے جنگ کی جس میں
 میں حاکم پلونا روہن و فرانس کی مدد سے ۱۶۵۷ء میں مالٹا
 و جیزہ کے عیسائی۔ ۱۶۵۷ء میں آسٹریا پھر ۱۶۵۷ء میں بھی

آسٹریا ۱۷۹۵ء میں روس ۱۷۹۷ء میں جرمنی پہر ۱۷۹۸ء
 میں بھی جرمنی ۱۷۹۵ء میں روس ۱۷۹۷ء میں پھر جرمنی -
 ۱۷۹۷ء میں روس ۱۷۹۷ء میں روس اور جرمنی ترکوں سے
 لڑے۔ اسی جنگ میں حکومت برطانیہ بھی روس کی ہمدرد اور
 مدد و معاون بنی باایں ہمہ عیاری و چالاکی سے فرینٹ ٹالسٹ بن کر
 روس اور بابعالی میں صلح کرانے کو میدان میں آئی جس کا جواب
 خلافت عثمانیہ کی جانب سے نہایت دندان شکن دیا گیا کہ
 ”یہ امر کس قدر حیرت انگیز ہے کہ برطانیہ اپنے آپ کو ٹالسٹ کی
 حیثیت سے پیش کر رہی ہے حالانکہ اس کا پڑھ روس کے ہمراہ
 ہم سے نہر د آ رہا ہے۔ بابعالی کے پاس اس امر کے یقین کرنے
 کے کافی وجوہ ہیں کہ اس کا رروائی سے صرف دشمن کی نفع
 رسائی مقصود ہے۔ برطانیہ کے واسطے ضروری ہے کہ اول
 اپنی پالیسی کا اعلان کر دے“ فرانس نے اپنے فوائد و حقوق
 کے تحفظ کی غرض سے جب ترکوں کی مدد اور روس کے خلاف
 کارروائی کرنے کا مقصد کیا تو انگلستان کی پارلیمنٹ میں صفا
 طور پر کہہ دیا کہ روس کے خلاف ہر کارروائی کو برطانیہ اپنی عداوت
 و اعانت پر محمول کرے گی، اسیسویں صدی کے آغاز میں نپولین
 شاہ فرانس نے مصر پر جنگ کی مگر کامیاب نہ ہوا تو محمد علی پاشا

والی مصر نے مصر و عرب کو ملا دینے اور متحدہ اسلامی حکومت قائم کرنے کا ارادہ کیا لیکن ”انگلستان“ نے اس کا روالی کو اپنے مشرقی منافع کے مخالف سمجھ کر مزاحمت کی اور خاص اس وقت جب کہ عثمانی مصری سپہ سالار خورشید پاشا نے بحرین پر قبضہ کرنا چاہا تو ”برطانیہ“ نے دھمکی دی کہ ”اگر ایسا کیا گیا تو انگریزی بیڑا سٹم پر حملہ کر دے گا،“ ۱۸۵۷ء میں جزائر گارگو و غیرہ انگلستان نے اپنی حمایت میں لے لئے۔ ۱۸۷۷ء میں یونان کو آزاد کرالے اور بالائی کے خلاف شورش و بغاوت پھیلانے کو تمام عیسائی قوتیں متحد ہو کر مستعد و آمادہ کار ہو گئیں۔ روس تو اس بغاوت کا بانی ہی تھا۔ انگلستان کے مشہور شاعر ”بائرن“ نے متعدد مقامات پر جا کر لوگوں کو یونان کی حمایت پر ترغیب دی اور اپنی تمام تر فصاحت و بلاغت، شاعری و لسانی سے کام لیا۔ فرانس کا بھی ایک شاعر اسی کام کی انجام دہی میں مصروف رہا۔ آزادی یونان کے قریب رہ جیلہ سے دولت عثمانیہ کے شہروں پر قبضہ کیا گیا، مسلمان بڑی بے دردی سے قتل کئے گئے، مذہبی شعائر و عمارات اور آثار قدیمہ منہدم کر ڈالے گئے تو سلطان محمود خاں ثانی نے ان مظالم کے دفعیہ کے لئے کثیر تعداد میں فوج روانہ کی جس نے یونان کے تمام باغیوں کا چارہل جانباں سے محاصرہ کر لیا۔ اس وقت سارے

یورپ میں کھل جی برٹش اور روس نے دولت علیہ کو کھاکہ ”باب عالی“
اب مسیحی طاقتوں کو یہ بتانے پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ یونان کو برباد نہ ہونے
دیں گی اور صلیب کے خلاف ہلال کی تمام ایمانوں کو خاموشی سے
دیکھتی نہ رہیں گی، گویا یہ ایک جدید جنگ کا اعلان تھا کہ فوراً
ہی ۱۸۷۷ء میں روس نے اعلان جنگ کر دیا اور انگلستان
و فرانس، بھی روس کے ساتھ شریک ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا
کہ لندن کانفرنس میں باب عالی کو آزادی یونان پر مجبوراً دستخط
کرنا پڑے۔ ۱۸۷۷ء میں انگلستان نے اپنے مشرقی فوائد کی بنا پر
مصر کو محمد علی پاشا کے خاندان کے لئے مخصوص و محفوظ کر دیا۔ ۱۸۷۷ء
میں روس سے جنگ ”کرمیا“ کے بعد صوبہ فلاخ و بغداد ترکی
حکومت سے آزاد کر دیا گیا۔ ۱۸۷۷ء میں روس نے مسئلہ
بلغقان چھیڑ دیا۔ بوسینیا۔ ہرزیگوینیا۔ مانتی نگر و۔ سربوینا۔ بلغاریہ
کو کھلم کھلا مسیحی طاقتوں نے بغاوت و فساد پر کمر بستہ کر دیا اس
آتش فتنہ و شورش کو ٹھکانے کے لئے کافی عسکر اسلامی پہنچا جس سے
سربوینا کے پائے گاہ حکومت ”بلغراد“ میں افواج عثمانی داخل ہوا
چاہتی تھیں تب انگلستان وہی پرانی چال چلا اور باب عالی
کو دھوکہ دینے کے لئے ثالث بن کر آکودا اور کہا کہ باب عالی
چھ ہفتہ کی مہلت جنگ اور بوسینیا و ہرزیگوینیا کی اندرونی

آزادی تسلیم کر لے جس کو خلافت عثمانیہ نے سختی کے ساتھ
مسترد کر دیا تو لندن میں متحدہ عیسائی حکومتوں نے یہ تجویز پاس
کر کے باب عالی کو اطلاع دی کہ اگر ترکی حکومت ان مطالبات کو

نہ مانے گی تو عنقریب کوئی سخت کارروائی کی جائے گی اور
اس کے بعد ہی جنگ پلونا شروع ہو گئی جس میں خلیفۃ المسلمین کو
آخر صلح کرنا پڑی اور برلن کا کنفرنس میں بوسنیا ہرزیگوینا و عہزہ
آسٹریا کو دلوائے گئے، سر دیا اور مانیٹنگ و آڈاکر اڈے گئے، ریاست
بلغاریہ مجد اقام کر دی گئی و عہزہ و عہزہ۔ جب اس کا کنفرنس کی تیاریاں
پوری ہوئیں اُس وقت انگلستان نے باب عالی سے وعدہ کیا
کہ ہم کا کنفرنس میں آپ کی طرف داری کریں گے اور اس کی اجرت
میں جزیرہ قبرص لے لیا۔

یہ ہیں انگریزوں کی ہر فریب چالیں اور خود غرضی کی مکارانہ تدبیریں
جو ہمیشہ رونما ہوتی رہی ہیں اس قوم کے متعلق پولین نے کیا ہی
درست اور سچی بات کہی ہے کہ ”انگریز ایک تجارت پیشہ اور بقال
سرسنت قوم ہے نفع اور سود کا سوال اس کے پیش نظر رہتا ہے
اور جب کبھی وہ انسانیت - مسیحیت - یا امن و صلح کی خدمت انجام
دیتا ہے تو اس کے خرمین حرص میں کوئی نہ کوئی دامن ضرور بڑھ جاتا
ہے۔“

انیسویں صدی کے آخر میں روس اور انگلستان نے دو آرمینیا کو بغاوت پر آمادہ کر دیا جس کے باعث انگریزی اور قتل کے درد انگیز اور وحشیانہ واقعات پیش آئے مگر جب سے بیسویں صدی شروع ہوئی اس وقت سے نو دولت عثمانیہ کو چین سے ٹھیکنا نصیب ہی نہ ہوا۔ اور معاملات بد سے بدتر ہونے شروع ہو گئے۔ سلطان عبدالعزیز خاں مرحوم کا زمانہ ان کی شخصی رائے اور شخصی حکومت کا زمانہ تھا۔ جس کو بہت سے ترک پسند کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ امور حکومت و سلطنت میں تمام قوم کی مداخلت ہو۔ اور جو کام بھی ہو وہ جمہور کی رائے سے ہو۔ اسی خیال سے نوجوان ترکوں کی جماعت بیسویں صدی کے عشرہ اول میں سلطنت ترکی میں حکومت دستوری (پارلیمنٹ) قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن چونکہ یہ ترکوں کی کئے ”مرد بیمار کا صحت یاب ہونا کسی طرح گوارا ہی نہ تھا اس لئے پارلیمنٹ قائم کرنا بھی ترکوں کے حق میں مفید ثابت نہ ہوا یعنی سن ۱۹۰۸ء میں یہ انقلاب ہوا ہی تھا کہ سن ۱۹۱۸ء میں اٹلی نے طرابلس العرب پر حملہ کر دیا۔ طرابلس میں کوئی باضابطہ فوج اور آلات حرب نہ تھے۔ عثمانی بیڑا بھی وہاں نہ پہنچ سکتا تھا خشکی کا دور دراز راستہ مصر کی طرف سے تھا۔ مگر برطانیہ نے غیر جانبداری کی آڑ میں اس مصر سے جو دراصل ترکوں ہی کا تھا اور انگریزوں کے سپا

محض اجابہ کے طور پر تھا افواجِ سلطانی کو گزر جانے نہ دیا۔ اس وقت سببِ الاسباب و سلطانِ جعفری نے اپنے ایک عالی حوصلہ صاحبِ ہمت اور شجاع و جری بندہ کو توفیق دی کہ وہ حسن تدبیر محفی طور پر اہلِ یورپ کی آنکھوں میں خاک ڈال کر مصر پہنچ گیا اور اہلِ طرابلس کی کمان اپنے ہاتھ میں لے کر نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کیا۔ وہ مبارک بندہ غازی النور پاشا کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے دفعہ سے فرصت نہ ملی تھی کہ ۱۹۱۲ء میں جنگِ بلقان چھڑ گئی۔ ابھی بے چارے ترک سنبھلنے نہ پاے تھے کہ ۱۹۱۲ء میں جرمن اور روس و فرانس و انگلستان و غیرہ سے جنگ شروع ہو گئی۔ اس آتشِ فساد و شورش کے شرارے ایک بہ یکب تمام یورپ میں پھیل گئے۔ کوئی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی یورپ کی طاقت ایسی باقی نہ رہی جو اس میں شریک نہ ہوئی ہو۔ مجبوراً اور قوی وجہ کی بنا پر خلافتِ عثمانیہ کو بھی اس میں شرکت کرنا پڑی۔ ۱۹۱۴ء سے لے کر آخر جنگ تک خوریزی و سفاکی کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر صلیح کی نوبت آئی جس میں جنگ کا خمیازہ غریب ترکوں ہی کو اٹھانا پڑا اور یورپ اور امریکہ کی متحدہ عیسائیت نے جسدا اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے تو صلیح کے حیلہ سے مسلح بھادرا اور شجاع افواجِ عثمانی سے آلاتِ حرب

واسلم جنگ رکھوائے گئے ترک جو سچے مسلمان ہیں احکام
 شریعتِ غر کے مطابق بحالت صلح ہر قسم کی جنگی کارروائی سے باز رہے
 اور سکون و اطمینان کے ساتھ آخری فیصلہ کا انتظار کر ہی رہے تھے
 کہ دولِ یورپ کی متحدہ افواج نے بخاری و غداری سے ترکی مقبوضات
 پر جا کر ظالمانہ تسلط اور جاہلانہ قبضہ کر لیا۔ خلافتِ مقدسہ کی حرمت
 و عظمت کو بھی پامال کیا دار الخلافۃِ مستطینہ پر استیلاء کر کے
 خلیفۃ المسلمین کو ایک نظر بند کی حیثیت میں کر دیا۔ خاص حکومت
 برطانیہ نے اس جوہر و اشتدادِ جبر و استبداد میں نمایاں حصہ لیا۔
 محترم سرزمینِ حجاز، خزیرۃ العرب کو اپنے نفس و بخش قدموں سے
 آلودہ کیا۔ شریفِ حسین کو جسے خود مختاری کا ہر ادیکر بابِ عالی
 کا باعنی و طاعنی بنا دیا تھا کٹھ پتلی بنا کر حجاز کی حکومت پر بالواسطہ
 اپنا اثر و اقتدار رکھا۔ عراقِ عرب جس میں دارالسلام بغداد
 نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، کاظمین شریفین اور دیگر مقامات
 مقدسہ ہیں اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ابتدا سے جنگ میں جو نظر فریب
 و خوشگوار وعدے دیاے اسلام بالخصوص مسلمانانِ ہندوستان
 سے کئے تھے اُن کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ متعدد بار یاد دہانی کرنے
 اور مواعید گزشتہ کئے ایفا کی جانے لگا تو جبہ دلائے پر بھی انگلستان
 نے کروٹ نہ لی۔ تب مسلمانانِ ہند برطانیہ سے انقطاعِ تعلق

اور قرآنی حکم ترک موالات پر مجبور ہوئے۔ سچ پوچھئے تو اہل اسلام کو ابتداء جنگ ہی میں اس فریضہ نہایت ہی پر عامل ہونا لازم تھا مگر اس وقت اُن سے عظیم تر غلطی ہوئی جس کا نتیجہ یہ بھگتنا پڑا جو آج آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ اگر اول ہی سے اس زبردست آلہ سے کام لیتے اور اس مستحکم حصن حصین میں پناہ گزین ہونے کو یرو زبرد دیکھنا نہ پڑتا جو کبھی نہ دیکھا تھا۔ اسی حالت یاس و پریشانی اور انتہائے مجبوری و مغلوبیت میں قدرت نے ایک ایسے وجود کو ظاہر فرمایا جس نے سچی طاقتوں کو اسلامی قوت کا نمونہ دکھا دیا اور بڑے بڑے متکبر و طاقت ور بادشاہوں کو اپنی حکمتی ہوئی تلوار سے متحیر و خیرہ بنا دیا۔ وہ محترم ہستی مجاہد اسلام غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی ہے جو محدودے چند سپاہیوں کو ہمراہ لے کر خدا کے قدوس و جبار کے بھروسہ پر اعلا کلمۃ الحق کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ یورپ کے چال باز لوگوں نے مکاریاں اور عیاریاں تو بہت کچھ کیں۔ فریب و حیلہ سازی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ان کو باعنی بھی مشہور کیا۔ اُن کی گرفتاری کے لئے انعام بھی مقرر کر ائے مگر اُس غازی و مجاہد اسلام پر کچھ پس نہ چل سکا اور خدا کے اُس شیر نے یورپ کے درندوں کو اُن کے ظلم و ستم کا مزا اچھی طرح چکھا دیا اور ظالم و وحشی یونانیوں کو کفر کے دار تک

پہنچا دیا۔ احمد شہد کہ یوسی دپریشانی اور سخت اضطراب و بے چینی
 کی حالت میں مالک الملک، رب العلیین، اور احکم الحاکمین نے
 اپنے دین کی خدمت، مسلمانوں کی اعانت، اور خلافت مقدسہ
 کی حفاظت کے لئے اپنے ایک خاص، شجاع، اور شیردل بندہ
 کو پیدا فرما دیا۔ اس بہادر وجود نے اپنے زور بازو سے ایک
 مستحکم سلطنت قائم کر لی۔ کافی تعداد میں لشکر جمع کر لیا اور پورا
 سامان حرب مہیا کر دیا۔ کون کہتا تھا کہ ترک اپنے اس انتہائی
 تنزل و انحطاط کی حالت سے ابھر سکیں گے مگر قربان جانیئے
 قدرت رب اور رحمت باری کے جس نے قمر مذلت سے غربہ،
 بیکس اور ناچار ترکوں کو نکال کر پھر منزل غرت و سطوت پر پہنچا دیا
 اور خلافت اسلامیہ و دولت عثمانیہ صاہبا اللہ عن الشرور
 والافات الزمانیہ کی غرت و عظمت، حرمت و وقعت کو
 زائل نہ ہونے دیا۔ خداوند کار ساز اس دولت و خلافت
 کو ہمیشہ برقرار رکھے اور خدا مان خلافت کے تمام ممالک و مقبوضات
 کو دوبارہ اُن کے قبضہ میں واپس فرما دے، اُن کا دیرینہ
 اقتدار از مبر نہ اُسی وسعت و استحکام، جبروت و شوکت کے
 ساتھ قائم کر دے اور کفار و نصاریٰ، مشرکین و یہود کو تباہ و
 برباد ہلاک و رسوا فرمائے آمین۔ یہ ہی حکومت ترک کی، خلافت

عثمانیہ اور ترکوں کی ایک مختصر تاریخ جس کا بیان کر دینا نہایت
ضروری تھا۔



خلافت اور اس کا ہندوستان و علاقہ

خلافت اسلامیہ کی اس مختصر مگر کافی و ضروری تاریخ کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ اُن مراسم و تعلقات پر روشنی ڈالیں جو دربار خلافت اور ہندوستان کے مابین ہمیشہ سے قائم ہوتے چلے آئے ہیں۔ مسئلہ خلافت ایک اہم دینی و مذہبی مسئلہ ہے۔ نظام شرعی قائم رکھنے اور احکام ملت اسلامیہ نافذ کرنے کے لئے ہر زمانہ میں خلیفۃ المسلمین کا وجود ضروری ہے۔ ایک عہد میں صرف ایک ہی ذات خلیفہ ہو سکتی ہے جس کا حکم تمام دنیا کے اسلام میں جاری و واجب العمل ہے۔ جملہ سلاطین و امراء، احکام و عمال کا اسی کے اذن و رضا سے مامور و معین ہونا چاہئے، جمیع خلائق پر اس کی اطاعت و فرمانبرداری فرض جمعی ہے۔ اسی شرعی ضروری قطعی اور اذعانى مسئلہ پر نظر کرتے ہوئے ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامیہ کے مسلمان ہر عصر میں خلفاء اسلام کے ساتھ اظہار عقیدت و نیاز مندی کرتے رہے ہیں اور لوگ و امراء بلاد و امصار ہر قرن میں بارگاہ خلافت سے وابستہ رہے ہیں۔ خاص ہندوستان کے بادشاہوں نے برابر خلافت عظمیٰ اور مرکزی اسلامی حکومت کے دربار سے خطاب پائے ہیں۔

سندیں حاصل کی ہیں اور اس کو اپنے لئے افتخار و اعزاز کا باعث سمجھا ہے۔

ہم اس مضمون کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ حصہ اول میں اُن واقعات پر تبصرہ ہوگا جو قدیم زمانہ میں اہل ہند اور خلفاء کے مابین رہے ہیں۔
 حصہ دوم میں اُن تعلقات کا ذکر ہوگا جو زمانہ حال میں ہندوستانیوں اور خلیفۃ المسلمین میں قائم ہیں۔



خلافت اور قیام ہندوستان

ملک ہندوستان کے ابتدائی سلاطین میں سب سے زیادہ مشہور اور روشن و درخشاں سلطان محمود غزنویؒ کا نام نامی ہے جس نے ہندوستان میں اعلیٰ کلمۃ الحق کی خوب داد دی، اس عظمت کدہ میں نور اسلام پھیلایا، اور دین الہی کی تبلیغ و اشاعت میں جان توڑ کوشش کی۔ یہ بہادر اور حق پرست سلطان باوجود اس جلال و سطوت کے جو تمام عالم میں واضح اور نمایاں ہے و بار خلافت کی عظمت سے بے پروا نہیں رہا۔ اُس زمانہ میں خلیفہ قادر باللہ عباسی تخت خلافت پر بغداد میں شہنشاہ تھے۔ سلطان محمود علیہ الرحمہ نے متعدد مرتبہ اُن کے دربار میں عرضداشت بھیجی، اکثر بلاد پر نفاذ حکومت کی اجازت حاصل کرنے کے لئے درخواست کی، تحفے روانہ کئے اور اظہارِ نیاز و عقیدت کیا۔ تقریباً ۲۳۰ھ میں ایک خط خلیفہ قادر باللہ کی بارگاہ میں اس مضمون کا ارسال کیا ”چونکہ خراسان کے اکثر شہر مجھ سے متعلق ہیں لہذا متوقع ہوں کہ خراسان کے بعض شہر جو جناب کے علماموں کے تصرف میں ہیں مرحمت

فرما دیئے جائیں، خلیفہ نے یہ التماس قبول فرما کر سلطان کو اعزاز بخشا۔ سفر قنوج سے جب سلطان غزنین واپس تشریف لے گئے تو خلیفہ کے حضور میں تحفہ و ہدایا روانہ کئے، منجملہ اُن کے ایک جانور قمری کی شکل کا تھا جس میں خاص صفت یہ تھی کہ اگر زہر آلود کھانا مجلس میں آتا تو وہ جانور اضطراب کرنے لگتا اور بے اختیار اُس کی آنکھوں سے آنسو گر پڑتے۔

اسلئے کہ میں سلطان محمود غزنوی رح نے ایک مکتوب میں ہندوستان کی جملہ فتوحات کی حالت لکھ کر خلیفۃ المسلیین کے دربار میں ارسال کی۔ جب یہ نامہ پہنچا تو خلیفہ نے عظیم الشان مجلس منعقد فرمائی اور حکم دیا کہ وہ خط منبر پر تمام حاضرین کے سامنے پڑھ کر سنایا جائے۔ اُس کو سن کر سب نے رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا، سلطان کی تعریف و توصیف کی، اُن کے لئے فتح و نصرت کی دعا مانگی، اور دار الخلافۃ بغداد میں عبید کی طرح خوشی منائی گئی۔ چنانچہ تاریخ فرشتہ میں مذکور ہے

وسلطان در سنہ عشر واربعمائے فتح نامہ کہ مشتمل بود بر جمیع فتوحات کہ اور اور ممالک ہندوستان روسے نمودہ بود یہ بغداد فرستاد خلیفہ القادر باددہ عباسی آں روز مجلس عظیم ساختہ فرمود تا آں فتح نامہ را بر روس منابر پیش خلافت بادادہ بلند بخوانند

و مردم بواسطہ اعلیٰ معالمت اسلام و انہدام اساس کفر و ظلام
 شکر ہا کردہ و زبان بستائیں سلطان محمود کشاہ نصرت و
 ظفر و از حق سبحانہ تعالیٰ مسلت نمودند و آں روز درخیزاد
 آنچنان سرور و خوشحالی انتشار یافت کہ کوئی سیکے از عید ہائے
 مقررہ اسلام مست و این معنی گنجائش داشت چہ کہ ایچہ صحابہ
 کرام در بلاد عرب و عجم و روم و شام بجا آوردند سلطان محمود
 در ہندوستان بظہور رسانیدہ دنیا و آخرت خود را معمور
 گردانید۔ سو منات کے سفر سے واپسی پر سلطان کے نام
 خلیفہ قادربا اللہ کا گرامی نامہ صادر ہوا جس میں سلطان
 کو کشف الدولۃ و الاسلام اور اُن کے اعزاء کو دیگر القاب عطا
 فرمائے تھے۔ اُسی کے ساتھ خراسان، ہندوستان، نیمروز،
 اور خوارزم کا جھنڈا روانہ فرمایا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے
 آمدن نامہ خلیفہ مشغل بر القاب دریں سال کہ سلطان از سفر
 سو منات برگشت خلیفہ القادربا اللہ عباسی القاب نامہ سلطان
 محمود نوشتہ لواحق خراسان و ہندوستان و نیمروز و خوارزم
 فرستاد و سلطان و فرزندان و برادران اور اور نامہ لقب ہا
 نہادہ سلطان را کشف الدولۃ و الاسلام و امیر مسعود را شہاب الدولۃ
 و جمال الملتہ و امیر محمد را جلال الدولۃ و جمال الملتہ و امیر یوسف را

عصۃ اللہ و موبد اللہ خواند دیگر نوشت کہ ہر گر اولی عہد گردانی
 نیز آنکس را قبول داریم و این نامہ سلطان را در بلخ رسیدہ -
 سنہ ۶۰۰ھ میں عباسیہ بجزاویجے بعد عباسیہ مصر کی خلافت
 شروع ہوئی تو محض خلفاء ماضیہ کی ایک بادگاہ اور عباسی
 خلافت کا فقط نام ہی نام باقی رہ گیا تھا لیکن پھر بھی شاہان
 ہند ان کی طرف انتساب کو اپنے لئے باعث فخر جانتے اور
 ان کے دینی وقار و مذہبی احترام کو مانتے رہے اگرچہ وہ کتنے
 ہی متکبر کیوں نہ ہوں - سلطان محمد بن تغلق شاہ جس کی
 تخت سلطنت "ہمت فرعون و مغرودی" سے موسوم کی گئی
 ہے بارگاہ خلافت میں اسی عجز و نیاز سے پیش آتا تھا جو
 ایک محکوم کو صاحب امر کے سامنے ظاہر کرنا چاہئے - وہ یقین
 رکھتا تھا کہ بغیر اذن خلیفہ سلطنت جائز نہیں اسی لئے خلیفہ
 حاکم بامر اللہ ابو العباس بن مستکفی باللہ مقیم مصر سے غائبانہ
 بیعت کی - اپنے نام کی جگہ خلیفہ کے نام کا سکہ جاری کیا اور
 خلیفہ کے حضور میں عریضہ لکھ کر بھیجا - مشہور مورخ صنیاء الدین
 برنی لکھتے ہیں "امیر المومنین خلیفہ را بندہ ترین ہمہ بندگان
 بود و نئے امر و بے فرمان او دست در امور او لوالا مری نہ زد"
 خلیفہ نے سلطان کو مشور حکومت روانہ فرمایا اور خلعت سے

سرفراز کیا تو محمد بن قلقن شاہ نے بڑی دھوم کی۔ شہر میں زور و جوش
نثار کئے اور خلیفہ کی بارگاہ عالی میں گوہر نفیس نذر کیا۔ تاریخ
فرشتہ میں اس کی تفصیل اس طرح مذکور ہے۔

چوں در خاطر بادشاہ ممکن شدہ بود کہ سلطنت بے اجازت
خلیفہ عباسی جائز نیست و پیوستہ دین اندیشہ بود کہ اجازت
حاصل نمایند تا آنکہ شنید کہ حکام مصر بنا بر مصلحت یکے از دو دمان
عباسی را بر سریر خلافت نشانیدہ اند پس در ساعت باتفاق
کمال الملک غائبانہ بیعت باں خلیفہ کردہ بجائے اسم خود
نام خلیفہ را در سکہ کند و در شہر نماز جمعہ و عیدین منع نمود و سہ ماہ
اوقات صرف عریضہ نوشتن کردہ مرسول داشت و دوسہ
اربع و اربعین و سبھانہ حاجی سعید حمزی ہمراہ ایلچی بادشاہ آمدہ
مشور حکومت و خلعت خلافت آورد باو شاہ با جمیع اہل علم
و مشائخ قریب پنج شش کردہ استقبال کردہ مشور خلیفہ را
بر سر نہاد و بوسہا بر قدم حاجی سعید زدہ قدمی چند پیادہ در
جلو آوردن و در شہر قہما بستہ زہا نثار مشور کرد و باو ای نماز
جمعہ و عیدین کہ موقوف بود اجازت داد و خطبہ بنام خلیفہ
خواندہ اسامی پادشاہان دہلی کہ از خلیفہ اذن نہ داشتند
از خطبہ بینداخت حتی نام پدر و در طراز جامائے زہا بست

و شرفا ست عمارات نام خلیفہ ثبت فرمودہ عریفہ مطول شش بر
 تواضع بے اندازہ بخط خود بقلم درآورد و گوہرے نفیس کہ مثل آں
 درخزاندہ نہود ہست خلیفہ جدا ساخت و محبوب حاجی و حبیب رفیع
 روانہ مصر ساخت و ملک سرجامدار را کہ در حسن اخلاق و شجاعت
 و تقوی و عبادت نظیر نداشت و ازو مقرب ترے نہود داخل
 پیشکش گردانیدہ در ملک خلیفہ درآورد و ملک قبول خطاب کرد
 و عریفہ او مضمین اقرار بہ عبودیت خلیفہ مصعب حاجی حبیب رفیع
 رسول گردانید - امیر المومنین کی بیعت کے بعد سلطان محمد بن تغلق شاہ
 نے تمام ٹیکس موقوف کر دیئے صرف زکوٰۃ اور عشر کو جاری رکھا جو منتر
 اسلامیہ کا صحیح و بہتر حکم ہے مشہور سیاح عالم ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ
 میں رقم طراز ہیں ”اوپر سے لٹان جاتے ہوئے راہ میں وادی
 خسرو آباد ایک وسیع وادی ہے یہاں تاجروں سے تجارتی محصول
 کے طور پر نفع کا ایک چوتھائی حصہ اور ہر گھوڑے پر سات دینار لئے
 جاتے تھے لیکن میرے ہندوستان پہنچنے کے دو برس بعد خلیفہ
 ابو الجاس جباسی کی بیعت کے سبب سے سلطان نے یہ حکم
 عام دیا کہ آئندہ زکوٰۃ اور عشر کے سوا اور کچھ نہ لیا جائے“
 سلطان فیروز شاہ کو بھی خلیفہ مصر الحاکم باہر اللہ کے حضور سے
 خلعت و فرمان حکومت حاصل ہوا جس کو بادشاہ نے نعمت علی

اور سعادت کبریٰ تصور کیا۔ امیر المومنین کو نہایت عاجزانہ خط لکھا۔ اور تحفہ و ہدایا حاضر خدمت کئے۔ تا بیچ فرشتہ میں مرقوم ہے ”و در ماہ ذیحجہ ۵۵۷ شمسہ مذکورہ خلعت و منشور خلیفہ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابوالفتح ابوبکر بن ابی ربیع سلیمان متضمن تفویض ممالک ہندوستان و سفارتی بادشاہان ہندوستان دکن آمد“ ضیاء الدین برنی مقدمہ نم میں اس کا نام کرتے ہیں۔

”در مدت شش سال دو گرت از امیر المومنین منشور اولی الامری و خلعت شاہی و لواہر سلطنت بدو رسید و حق جل و علا بادشاہ دین پرور مارا در عزت داشت منشور و خلعت و فرستادگاں تو فین بخشہ و شترالکاحر مت مرام امیر المومنین بآں مابلغ بجا آورد و ہم چہیں دانست کہ منشور و خلعت امیر المومنین از آسمان منزل شدہ و از درگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ عرضداشتے با تحفہ و ہدایا در نہایت تواضع بندگی امیر المومنین رواں کرد“ ہندوستان کے شاہان مغلیہ ہمیشہ خلفاء کو تسلیم کرتے رہے۔ جس زمانہ میں خلیفہ متوکل علی اللہ نے سلیم خاں اول کو خلافت تفویض فرمادی۔ ہندوستان میں شہنشاہ اکبر کی حکومت تھی لیکن اُس نے کبھی خلافت کا دعویٰ نہ کیا۔ اور نہ دیگر بادشاہ اس کے مدعی ہوئے۔ اکبر اور اُن کے

بعد والے جملہ سلاطین اگر مکہ مکرمہ حج ادا کرنے جاتے تو وہاں انہیں عثمانی خلیفہ المسلمین ہی کی امارت میں ارکان حج پوسے کرنا ہوتے اور قسطنطنیہ کے نائب الامام کا خطبہ دوسرے مسلمانوں کی طرح سُننا پڑتا۔ جمعہ اور عیدین میں جس وقت خطیب خطبہ میں خلیفہ المسلمین کا نام لے کر دعا کرتا تھا اللہم ایدنا اسلام و المسلمین بقاء دولة خادم الحرمين الشريفین خلیفۃ المسلمین تو جمیع حاضرین اس کو سُن کر آمین آمین کہتے جن میں شہنشاہ اکبر، شاہجہاں، اور عالمگیر بھی شامل ہوتے تھے۔ جزائر سیلون جو ہندوستان کا ایک بحری گوشہ ہے اُس کے ایک مقام کو لمبو کاؤضہ میر غلام علی صاحب آزاد بلگرامیؒ سچۃ المرحان میں مولانا سید فخر الدین صاحب اور نگ آبادی کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ ساحلی مقامات میں پرتگالیوں کی حکومت ہے اور اندرونی جزائر میں ہندو راجہ کی۔ کو لمبو میں مسلمانوں کے دو محلے ہیں جمعہ کی نماز تین بار میں نے وہاں پڑھی خطبہ میں امام نے بادشاہ ہند اور سلطان روم کے لئے دعا مانگی اس لئے کہ وہ حریم شریفین کے خادم ہیں۔ یہ واقعہ شہداء کا ہے جس وقت روس نے شہداء میں سلطان روم کے خلاف فرضی و غلط واقعات مشہور کر کے جنگ کا ارادہ کیا اور انگلستان بھی اس مشورہ میں شریک ہوا تو

ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے ملکہ وکٹوریہ کو درخواست بھیج کر توجہ دلائی کہ سلطان المعظم ہمارے دینی پیشوا و مشہدی مقتدا، اور مسلم الثبوت خلیفہ اسلام ہیں اُن کی مخالفت میں کوئی کارروائی کرنا اہل اسلام کے مذہبی جذبات کو سخت صدمہ پہنچانا ہے۔ بددی کے مسلمانوں نے جو درخواست روانہ کی تھی اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”ہندوستان کے مسلمان رعایا کو ان سب معاملات کا جن کو سلطنت روم سے تعلق ہے نہایت درجہ کا خیال ہے اور ہمیشہ رہتا چلا آیا ہے کسی گروہ رعایاے ہند اور جنوبی خلقت مسلمانوں کی اس جہان میں بسنی ہے اس میں سے ایک ہمتا ہی بڑا حصہ جس میں چار گروہ سے زیادہ ملکہ معظمہ کی رعایا ہے و سب سلطان روم کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ بسبب مبالغہ آمیز خبروں اور انگلستان کی چند عیسوی رعایا کی صلاح دینے کے واسطے کے عہد نامہ کے عاف و صریح شرائط کے برخلاف سلطنت سنیہ عثمانیہ کو ضعف پہنچانے اور اُس کو جڑے جڑے حصوں میں منقسم کرنے کے لئے روس سے شامل نہ ہوویں“ کلکتہ کے اہل اسلام نے بھی اسی مضمون کی درخواست بھیجی تھی جس کے بعض مخصوص جملے یہ ہیں ”اس سلطنت کے ساتھ“

تمام جہان کے تمام مسلمان بالطبع ہمدردی اور دلسوزی سے
 شریک ہیں کیونکہ حضرت سلطان اعظم و شہنشاہ معظم خلد اللہ
 ملکہ و سلطنتہ کو قاطبہ اہل اسلام خادم حرمین شریفین اور حاجی
 دین اور عتبات عالیات کے محافظ سمجھتے ہیں، اگر آباد کے
 مسلمانوں نے لکھا تھا کہ ”ساری دنیا اس کیفیت سے خوب
 واقف ہے کہ سلطنت ترکی روم ایک مذہبی سلطنت اور
 سلطان اُن تمام ملکوں کے سلطان ہیں جہاں مسلمان ہیں یعنی
 تقریباً تمام ایشیا اور افریقہ اور اس حصہ یورپ کے جہاں وہ حکمران
 ہیں پس ساری دنیا کے مسلمان سلطان پر جاں نثار ہیں۔
 سلطان کی بدخواہی اور ضرر رسائی میں سارے مسلمانوں
 کی بدخواہی اور مخالفت دشمنی ہے۔ وہ لوگ جو سلطان کو
 امام دین اور خلیفہ و پیشوا جانتے ہیں کیونکہ اُن کے نقصان اور
 ضرر پر خل و سکوت کریں گے نہیں ہرگز نہیں۔ سلطان کے ضرر
 و نقصان کی حالت میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو مسلح ہونا
 پڑے گا اور اُن کے دشمنوں سے دشمنی کرنی پڑے گی۔“
 خود یورپ اور انگلستان کے مورخین و مصنفین کو اس امر کا اعتراف
 ہے کہ خلیفۃ المسیح سلطان روم جملہ دنیا کے اسلام عرب،
 شام، افریقہ اور ہندوستان وغیرہ کے اسلامی پیشوا ہیں چنانچہ

مسٹر لین پول کتاب ترکی میں لکھتے ہیں۔ ”سلطان سلیم روانگی
 کے وقت کی نسبت زیادہ تر مقتدر ہو کر شاہ عالم میں قسطنطنیہ
 کو واپس لوٹا۔ آخری عباسی خلیفہ نے جو بمقام قاہرہ نام نہاد
 طور پر سربراہ آئے مسند خلافت تھا اُس کو بغداد کے خلفائے
 عظام کی وراثت (خلافت) حوالہ کر دی اور اُس کے ساتھ ہی
 اپنے منصب کے ثنائت یعنی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کا جھنڈا اور جُبہ بھی دے دیا۔ اس تفویض سے سلیم نہ صرف اُن
 وسیع ممالک ہی میں جن کو اُس نے فتح کیا تھا سلطنت اسلام کا
 ظاہری و دنیوی سردار ہو گیا بلکہ جہاں کہیں مذہب اسلام کے
 پکے معتقد موجود تھے ان کے نزدیک مذہب اسلام کا مقدس
 پیشوا بن گیا ایران کے شیخہ اس کے منصب کو قبول نہ کریں مگر
 ہندوستان ایشیا و افریقہ کے اُن تمام حصوں میں جہاں خلافت
 کا ہونا لازمی مانا گیا تھا وہ اس وقت مذہب اسلام کا صدر
 اعلیٰ اور خلفاء کے سلسلہ دراز کے روحانی و مذہبی اختیار
 اقتدار کا جانشین تسلیم کر لیا گیا“ مسٹر ولف و بلنٹ ”مختصر اسلام“
 میں تحریر کرتے ہیں۔ ”حنفیوں کے علاوہ ان کو مالکی و شافعی
 بھی اب صدق دل سے خلیفۃ الاسلام تسلیم کرنے لگے ہیں اور
 وہ سلطان المعظم کے اشاروں پر حرکت کر رہے ہیں مصر میں

بھی سلطان المعظم کو اس بارہ میں معقول کامیابی حاصل ہوگئی ہو
 اور ہندوستان کے مسلمان پر جبکہ ان کے لئے مساجد میں علانیہ
 دعائیں مانگتے ہیں اور دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان ہیں
 سلطان ٹرکی کو جو تمام یورپ کو آج دھکیاں دے رہا ہے اور
 تمام مسلمانان عالم کا دینی سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے
 دفعۃً ان کو آمادہ جہاد کر سکتا ہے اپنا حقیقی دینی پیشوا تسلیم
 کرتے ہیں۔



خلافت اور جدید ہندوستان

جب آخری عالمگیر آتش افروز اور پنج سالہ جنگ میں ترک شریک ہوئے تو برطانوی مدبرین نے حقیقت حال مخفی رکھنے اور ہندوستان کے مسلمانوں کو فریب دینے کی غرض سے دل خوش کن وعدوں اور اعلیٰوں کا طوبار باندھ دیا۔ مٹرا سکوتیچہ سہائی وزیر اعظم نے ۱۲۔ نومبر ۱۹۱۴ء کو گلڈ ہال میں ترکوں سے اعلان جنگ پر تقریر کرتے ہوئے کہا ”سلطان المعظم کی مسلم عایا سے ہماری کوئی جنگ نہیں۔ ہمارے ملک معظم کے زیر حکومت لاکھوں مطیع اور فرماں بردار مسلمان رہتے ہیں اور یہ ہم لوگوں سے بعید ہے کہ ان کے مقدس مقامات اہل ان کے مذہب کے خلاف اعلان جہاد کریں ہم لوگ اسلامی مقدس مقامات کی مداخلت کے لئے مستعد ہیں اور ان کے قیام کے لئے حملہ آوروں سے جنگ آزما ہوں گے۔“

لارڈ کرپون نے ۱۲۔ نومبر ۱۹۱۴ء کو دارالامرا میں اسلام کی بقاء حرمت اور مقامات محترمہ کی مداخلت کا وعدہ کیا۔ مٹرا لڈیجاریج موجودہ وزیر اعظم نے ۱۵۔ جنوری ۱۹۱۵ء کو بیان کیا کہ دہم اس لئے نہیں لڑ رہے ہیں کہ ٹرکی کو اس کے دار السلطنت یا

ایشیائے کوچاک اور تھریس کی زرخیز و مشہور زمینوں سے
 جہاں زیادہ تر ترکی قوم کے لوگ آباد ہیں محروم کر دیں اور
 اس سے مسلمانان ہندوستان کو مطمئن کرنے کے لئے صاف
 طور پر کہا کہ ”میں یہ دعویٰ کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ جو
 کچھ آج میں آپ سے یا آپ کی معرفت دنیا سے کہہ رہا ہوں
 اُس میں نہ صرف گورنمنٹ بلکہ قوم اور بہ حیثیت مجموعی سلطنت
 کے دل کی بات کہہ رہا ہوں“ سادہ لوح، غافل، اور نادان
 مسلمان اس پیش بندی و عیاری کو نہ سمجھے اور اُن پر فریب
 و عدول پر بھولے رہے۔ انہوں نے برطانیہ کو قرضہ جنگ دیا،
 بے شمار روپیہ چندہ میں گورنمنٹ کو پہنچایا، انتہا یہ کہ اپنے
 کثیر التعداد بہادر جوان میدان جنگ میں بھیجے۔ اس سے
 دول یورپ اور خاص انگلستان کو پوری اور کافی امداد
 پہنچی۔ اگر ہندوستان ایسی عظیم تہ اعانت نہ کرتا تو برطانیہ
 کو جان بچا نامشکل ہو جاتی جس کا اقرار و اعتراف خود اہل حکومت
 کو بھی ہے۔ لیکن جب ہندیوں بالخصوص مسلمانوں کی تربیت
 مالی و جانی قربانیوں کے سبب برطانیہ اس آتش فشاں اور
 شعلہ انگیز جنگ سے صیغ و سلامت نکل آئی تو حالات میں یکایک
 انقلاب پیدا ہو گیا، واقعات کی کاپیڈٹ ہو گئی اور گزشتہ

تمام وعدے فرضی و غریب محض ثابت ہوئے۔ یعنی پیرس میں
مجلس صلح منعقد ہوئی اور برطانیہ کے سیاسی و غیر سیاسی حلقوں
سے باب عالی کے متعلق یہ آواز بلند ہونے لگی کہ عراق پاکستان

کا قبضہ ہو، عرب اور فلسطین آزاد ہو اور اس کی حکم برداری

برطانیہ کو ملے، شام پر فرانس کا قبضہ رہے، عدالیہ اور کے لوانچ

اطلی کو دئے جائیں، سمربا وغیرہ پر یونان قابض ہو، آرمینیا

آزاد کیا جائے اور اس کی حکم برداری امریکہ کو دی جائے،

سب سے بڑھ کر یہ کہ خاص دار الخلافۃ قسطنطنیہ اور بقیہ یورپین

ترکی بین الاقوامی بنا دیا جائے، گویا واحد اسلامی مغربی

سلطنت عثمانیہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے دوں یورپ میں تقسیم

ہو جائے اور دار الخلافۃ نیز دیگر محترم و مقدس مقامات کی دینی

حرمت و عظمت کو مٹا دیا جائے۔ چپ یہ غیر منصفانہ، ظالمانہ

اور خلاف قول و قرار مشہور ہے ہونے لگے، ایسی تباہ کن

شرائط صلح پیش کی جائے لگیں، اس قسم کی خلاف دیانت

و انسانیت شکنچہ بین ظاہر کی گئیں تب مسلمان چونکہ، اس وقت

ہندوستانی خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور ملک و قوم

کی آنکھیں کھلیں۔ جا بجا ملکی و مذہبی مجالس منعقد کی گئیں، مرکزی مجلس

خلافہ ہند قائم ہوئی، اور گورنمنٹ کے اس بے رحمی و انصافی

کے رویہ پر اظہارِ افسوس و نفرت کیا گیا۔ ہر ممکن وجائے تدبیر سے حکومتِ برطانیہ کو توجہ دلائی گئی کہ خلافتِ عثمانیہ جو مذہبی حیثیت سے تمام مسلمانوں کی مرکز اور واحد طاقت ہے اُس کے تجزیہ و تقسیم کو اہل اسلام ہرگز گوارا نہیں کر سکتے خدا نخواستہ اُس کی تباہی و بربادی کو اپنی آنکھوں سے کسی حالت میں نہیں دیکھ سکتے ہم گورنمنٹ کو خیر خواہی و وفاداری کی حیثیت سے اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ وہ مسلمانانِ عالم بالخصوص اپنے وفادار مسلمانانِ ہندوستان کے مذہبی جذبات کو پامال نہ کرے اور خلافتِ اسلامیہ عثمانیہ کے ساتھ مناسب و نرم شرائط پر صلح کرے۔ موجودہ شرائط نمبر اسمز الصافی پر مبنی ہیں اس لئے یہ قبول نہیں کئے جاسکتے۔ حکومت کو اپنے مسلسل و پیچ و عددوں کا ایفا کرتے ہوئے ایسے طریقے پر مصالحت کرنی لازم ہے جس میں جزیرۃ العرب، عراق، شام اور دار الخلافۃ غیر مسلم قبضہ یا حکم برداری سے بالکل محفوظ رہے ایک دفعہ مغربی محمد علی صاحب کی سرکردگی میں انگلستان کو روانہ کیا گیا جس کے اراکین نے مسئلہ خلافت کی تبلیغ و اشاعت نہایت کوشش کے ساتھ کی، اہل یورپ۔ مدبرینِ برطانیہ اور حکومت کے وزراء پر خلافت کی اہمیت بخوبی ظاہر کر دی۔ دولِ متحدہ کے

پیش کردہ شرائط کے مضروہ ملک نتائج و اثرات سے ارباب
 بست و کشاد کو بخوبی آگاہ کر دیا اور الحمد للہ کہ لغض منصف مزاج
 اور غیر متعصب اور بین الاشخاص کو اپنا ہم خیال و ہمدرد بھی بنا لیا۔
 ادھر حضرت مولانا عبد الباری صاحب لکھنوی نے ایک فتویٰ
 مرتب کیا جس پر ہندوستان کے جملہ مشاہیر علماء کرام کی تحریرات
 و دستخط اور مواہیر ثبت تھیں۔ ان کا ملخص یہ ہے کہ " (۱)
 امام و خلیفۃ المسلمین کا نصب و تعیین مسلمانوں پر واجب ہے
 جس کا ثبوت حدیث اور اجماع و تعامل صحابہ کرام سے ہوتا ہے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من مات بلا امام
 مات موتۃ الجاہلیۃ۔ اصحاب کرام نے حضرت ابو بکر
 کے خلیفۃ المسلمین بنانے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 دفن پر مقدم رکھا اور اس وقت سے برابر اس پر اہل حق کا
 تعامل و اجماع رہا ہے کہ ہر زمانہ میں خلیفہ مقرر کیا گیا ہے۔
 خلافت کے لئے قرینیت شرط ہے لیکن اگر کسی قریشی کو غلبہ
 نہو یعنی کوئی قریشی ذی اقتدار نہو اور امت کسی غیر قریشی
 کو بضرورت خلیفہ تسلیم کرے تو وہ یقیناً خلیفہ ہو جائے گا۔
 نیز ارباب حل و عقد امور خلافت سے باخبر غیر قریشی کو اس وجہ
 سے خلیفہ بنا سکتے ہیں کہ وہ دیگر شرائط ضروریہ خلافت کا جامع

اہل کوئی فریٹی ایسا نہیں پایا جاتا جیسا کہ کتب معتبرہ میں تصریح ہے
 لکھا ہے۔ خلافت عباسیہ کے بعد خلافت عثمانیہ کو مسند علماء نے
 تسلیم کیا ہے۔ خلیفہ پر خروج یا اس سے بناوت قطعاً حرام
 ہے بالخصوص جبکہ اس فتنہ سے بلاد اسلامیہ خصوصاً حرمین
 طیبین پر کفار کے تسلط کا خوف ہو۔ ایسے باغی کا دفع و قتال
 خلیفہ پر لازم اہل اسلام پر خلیفہ کی اطاعت و اعانت اور
 باغی کی مداخلت واجب ہے (۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا اخرجوا الیہود والنصارى من جزيرة العرب
 (یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو) جزیرۃ العرب
 وہ سرزمین ہے جو بحر ہند، بحر احمر، بحر شام اور دجلہ و فرات سے
 محدود ہے (۳) غیر مسلم ممالک اسلامیہ پر حملہ آور ہوں اور
 وہاں کے لوگ دفاع کی قدرت نہ رکھیں یا خود نہ کریں تو ان
 اہل اسلام پر دفاع ضروری ہے جو ان سے قریب ہوں اور
 وہ بھی نہ کریں تو درجہ بدرجہ مشرقاً غرباً عامہ اہل اسلام پر
 کفار کی مداخلت فرض و لازم ہے "مولانا نے یہ صاف و
 صریح اور زبردست فتویٰ اپنے ایک خط کے ساتھ وائسٹرائے
 ہند کے پاس ارسال کر دیا تاکہ مذہبین برطانیہ مسلمانوں کے
 مذہبی خرافات سے آگاہ ہو جائیں۔ اور شرائط صلح میں ان کا

لحاظ کریں۔

والسٹرائے ہند لارڈ چیچسٹورڈ کے پاس ایک درخواست بھی
جملہ معزز و مقتدر مسلمانوں کی طرف سے روانہ کی گئی جس کا
مضمون حسب ذیل ہے۔

حضیر والا!

ہم دستخط کنندگان مسلمانوں کی کثیر آبادی کی رائے کا اظہار
کر رہے ہیں۔ ہم نے بہت عذر سے ترکی شرائط صلح کا مطالعہ
کیا ہے اور ہمارے خیال میں یہ شرائط مسلمانوں کے نہایت
کے بالکل منافی ہیں ان سے سینوں کے عقائد کی خلافت و تری
ہوتی ہے اور یہ تمام مسلمانوں کے احساسات کو محروم کرنے
والی ہیں۔ یہ شرائط برطانوی وزراء کے وعدوں کے بھی صریحاً
خلافت ہیں اور خود وزراء نے بھی تسلیم کیا ہے کہ انہیں وعدوں
کی بنا پر ہم مسلمانوں کو فوج میں بھرتی کر سکے۔ ہمارا مدعا
یہ ہے کہ سلطنت برطانیہ کو جو دنیا میں سب سے بڑی اسلامی
سلطنت ہے ترکی کے ساتھ وہ سلوک نہ کرنا چاہئے جو
ایک مغلوب دشمن کے ساتھ کر سکتی ہے کیونکہ سلطنت ترکی
خلافت کے فرائض انجام دیتی ہے۔ بر خلافت اس کے ہم
دیکھتے ہیں کہ بعض پہلوؤں سے ترکی کے ساتھ اور سلطنتوں سے

بھی بدتر سلوک کیا گیا ہے۔ ہم نہایت ادب کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ برطانوی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ترکی کے ساتھ برتاؤ کرنے میں ہندوستانی مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ رکھے جو یکسر بجا اور حق بجانب ہیں۔ ہماری رائے میں مسلمانوں کا یہ رویہ بالکل صاف ہے۔ وہ اس خیال کو دل میں نہیں لاسکتے کہ سلطان کی دنیوی طاقت کو ایسے حالات میں جن کا بیان کرنا یہاں ضروری نہیں جرمینی کے ساتھ شراب جنگ ہونے کی پاداش میں کوئی نقصان پہنچے۔ لیکن ہم کسی ایسے امر کا مطالبہ نہیں کرتے جو اصول حکومت خود اختیاری میں خلل انداز ہو۔ ہم ترکی میں اس بد امنی کے خواہاں نہیں جو وہاں بتائی جاتی ہے۔ ہمارے خاہندوں نے جو یورپ میں کام کر رہے ہیں اس بے باکانہ سفاکی کے الزامات کو جو آرمینیا میں ترکی سپاہ پر عائد کئے گئے ہیں غیر جانب دار کمیشن کے ذریعہ تحقیق کرانے کی درخواست کی ہے۔ ہم سلطنت ترکی کے اس تجزیہ کو بھی دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتے جو محض تخریب و تذلیل کے خیال سے کیا جا رہا ہے۔ لہذا ہم حضور سے اور حضور کی گورنمنٹ سے ملتی ہیں کہ آپ ملک معظم کے وزراء سے شرائط صلح پر نظر ثانی کرنے کے لئے کہیں اور یہ بھی تجاویز

کہ اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو آپ ہندوستان کے ساتھ ہو جائیں گے۔
 ہم یہ رائے اس لئے حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ آپ
 متعدد مرتبہ فرما چکے ہیں کہ آپ اور آپ کی گورنمنٹ کثیر التعداد
 مسلمانوں کے اس اہم مسئلہ کو وزیر اعلیٰ ملک معظم کے بار بار گوش گزار
 کرتی رہی ہے۔ ہمارے خیال میں ہمیں حق حاصل ہے کہ حضور
 سے درخواست کریں کہ آپ مسلمانان ہند کو ایک مرتبہ اور
 اس امر کا یقین دلا دیں کہ آپ کی یہ قوی ہمدردی اور اعلیٰ
 طرف داری مطالبات کے حصول میں مسلمانوں کے ساتھ ہو
 اور اگر وزیر اعلیٰ ملک معظم اپنے مواعید اور ہمارے جذبات کے
 مطابق شرائط صلح پر نظر ثانی کر سکے تو حضور اپنے اس عہدہ
 عالیہ سے مستعفی ہو جائیں گے۔ ہم نہایت ادب سے عرض
 کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ اگر آج ہندوستان کو حکومت
 خود اختیاری حاصل ہوتی تو ہمارے تمام داروزیر اس
 صریح عہد شکنی اور مذہبی عقائد کی تضحیک کے خلاف صدائے
 احتجاج بلند کرتے ہوئے یقیناً مستعفی ہو جاتے اگر قبضتی سے
 حضور ہماری اس رائے کو تسلیم نہ کر سکے تو ہم مجبور ہوں گے کہ
 یکم اگست مسئلہ سے گورنمنٹ کے ساتھ عدم تعاون شروع
 کر دیں اور اپنے ہم مذہبوں اور ہندو بھائیوں کو بھی اپنا شریک

بنائیں۔ ہم حضور سے التجا کرتے ہیں کہ ہمارے بیان کو دھمکی یا
 نئے ادبی پر معمول نہ کیا جائے۔ ہم تاج برطانیہ کے اتنے ہی
 وفادار ہیں جتنے اور ہندوستانی۔ مگر ہم دنیوی حکمران کی
 وفاداری کو اسلام کی وفاداری کے تابع سمجھتے ہیں۔ ہر مسلمان کا
 یہ اسلامی فرض ہے کہ جو لوگ خلیفہ کی شخصیت کو نقصان پہنچانے
 کی کوشش کریں ان کو اسلام کا دشمن سمجھے اور اگر ضرورت پڑے
 تو ہتھیاروں سے بھی مدافعت کرے۔ ہم جانتے ہیں کہ اگر ہم
 صاحبِ قوت بھی ہونے کو جب تک اور ذرا لگ کو کام میں لاسکتے
 اسلحہ سے کام نہ لیتے۔ ہمارے خیال میں موجودہ صورت میں ایک
 مسلمان کم از کم جو کچھ کر سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ان لوگوں کی
 امداد سے دستکش ہو جائے جو خلافت کو بالکل معدوم کرنے کی
 کوشش کر رہے ہیں۔ لہذا ہمارا یہ ناگوار فرض ہو گا کہ ایسی گورنمنٹ
 کے ساتھ کام کرنے سے انکار کر دیں جو شرائط صلح کو منظور کرے
 اور ہمیں بھی ان کے تسلیم کرنے کی ترغیب دے۔ ہم امید کرتے
 ہیں کہ معاملہ اس حد تک نہیں پہنچے گا کہ عدم تعاون اختیار کرنا
 پڑے لیکن اگر ایسا کرنا پڑا تو ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ خدا کو
 روکنے کی بے انتہا کوشش کریں گے ہم اپنی ذمہ داری کو خوب
 سمجھتے ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ خدا سے ہماری پُر امن

مجوزہ تجاویز اور اس مقدس مسئلہ کو نقصان پہنچے گا جو ہمیں جان سے زیادہ عزیز ہے۔ اس لئے ہم ترک موالات بتدریج کریں گے تاکہ جہاں تک ہو سکے گورنمنٹ کو بھی کم پریشانی ہو اور ہم بھی عوام کے جذبات پر قابو رکھ سکیں۔

از دفتر الجمعية المركزية الهندية للخلافة الاسلامية بمبئی

مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

اس درخواست پر ہندوستان کے ہر صوبہ و گوشہ کے نامور اور مخدوم مسلمانوں کے دستخط ہیں جن کی تعداد ایک لاکھ ایک سو تیس ہزار ہے۔ برادران وطن اور ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی اور وہ بھی مسئلہ خلافت کے مطالبات میں ہم آہنگ ہو کر تحریک ترک موالات پر عمل کرنے کو مستعد ہو گئے چنانچہ گاندھی جی نے بھی (جو ایک مشہور لیڈر اور برادران ملک کے مسلم قائم مقام ہیں) اسی تاریخ کو وائسرائے ہند کے نام ایک عرضداشت روانہ کی جس کا مضمون یہ ہے۔

حضور والا!

ایک حد تک حضور کا معتد علیہ اور سلطنت برطانیہ کا جاں نثار ہونے کی حیثیت سے میرا فرض یہ ہے کہ میں مسئلہ خلافت کے متعلق اپنے تعلق و طرز عمل کا اظہار آپ کی اور آپ کی وساطت

سے وزیر ملک معظم کی خدمت میں بوضاحت کر دوں۔ جنگ
 کے ابتدائی زمانہ ہی سے جبکہ میں لندن میں ہندوستانی طبی
 رضا کاروں کی جمعیت مرتب کر رہا تھا تو میں نے مسئلہ خلافت
 میں دلچسپی لینے شروع کر دی تھی جب ترکی نے اپنی قسمت جبرمنی
 کے ساتھ وابستہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو میں نے محسوس کیا کہ اس سے
 مسلمانوں کی وہ مختصر جماعت جو اس وقت لندن میں موجود تھی
 کس درجہ زیادہ متاثر ہوئی۔ جب میں جنوری ۱۹۱۵ء میں ہندو
 پہنچا تو جن مسلمانوں سے میں ملا ان کو بھی فکر واضطراب میں غرق
 پایا اور جب ترکی کے متعلق خفیہ معاہدوں کا راز فاش ہوا تو اس سے
 ان کے فکر و تردد میں شدید اضافہ ہو گیا۔ ان کے قلوب طائفوی
 ارادوں کے متعلق بے اعتمادی سے لرز رہے ہو گئے اور یاس و ناامیدی
 ان پر طاری ہو گئی۔ اس حالت میں بھی میں نے اپنے مسلمان
 دوستوں کو یہی مشورہ دیا تھا کہ وہ بالوس نہ ہوں اور ہم و ہر اس
 کا اظہار متحدہ نظم و نسق کے ساتھ کریں۔ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ گزشتہ
 پانچ سال کے زمانے میں تمام مسلمانان ہند نے عجیب و غریب
 ضبط سے کام لیا اور ان کے لیڈروں نے اپنی قوم کے شدیدہ سر
 لوگوں کو پورے طور پر قابو میں رکھا۔ شرائط صلح اور حضور کی جانب
 سے ان شرائط صلح کی حمایت نے مسلمانوں کے قلوب کو ایسا صدمہ عظیم

پہنچا ہے کہ اب ان کا ہنٹلنا مشکل ہوگا۔ ان شرائط سے وزیر
 برطانیہ کے وعدوں کی صریح خلاف ورزی ہوتی ہے اور جذبات
 اسلامی کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ایک ایسا راسخ العقیدہ
 ہندو ہونے کی حیثیت سے جسے اپنے مسلمان ہم وطنوں کے
 ساتھ شفقت و محبت کے ساتھ رہنا منظور ہے میرا یہ خیال ہی
 کہ اگر میں نے اس مشکل ترین وقت میں اسے ساتھ نہ دیا تو میں ہندوستان
 کا نہایت نالائق فرزند کہلانے کا مستحق ہوں گا۔ میری حقیر رائے
 میں مسلمانوں کا معاملہ حق بجانب ہے ان کا مطالبہ یہ ہے کہ
 اگر ہمارے جذبات کا لحاظ منظور ہے تو ترکی کو سزا دی جائے
 مسلمان سپاہی اس لئے نہیں لڑے تھے کہ اپنے خلیفہ کو سزا
 دیں یا اس کے ملک کو چھین لیں۔ اس پانچ سال کے عرصہ میں
 مسلمانوں کا طرز عمل کیسا رہا ہے۔ جس سلطنت کا میں وفادار
 ہوں اس کا مجھے فرض ہے کہ مسلمانوں کے جذبات کے متعلق جو
 ظالمانہ تشدد کیا گیا ہے اس کی مخالفت کروں۔ جہاں تک
 مجھے علم ہے برطانوی عدل اور قول و قرار سے ہندو مسلمانوں کا
 اعما و اٹھ گیا ہے اور ہنٹر کیٹی کے (انگریز) ممبران کی رپورٹ
 جو عنصر غالب پر مشتمل ہے۔ نیز جنرل کے تائیدی مراسلہ اور مسٹر
 مانینگو کے جواب نے اس نے اعما دی میں اور بھی اضافہ کر دیا

ان حالات میں مجھ جیسے شخص کے لئے یا تو یہ راستہ ہو کہ یاؤں
 ہو کر حکومت برطانیہ سے تمام تعلقات منقطع کر لوں اور یا اگر اب
 بھی دوسرے مروجہ آئینوں پر برطانوی آئین حکومت کے
 روایتی تفوق کا کچھ بھی خیال میرے دل میں باقی ہے تو ایسے
 وسائل اختیار کروں جو ظلم کا مداوا کر کے دوبارہ اعتماد قائم کر دیں۔
 برطانوی قانون کے اس روایتی تفوق سے ابھی غیر اعتماد بالکل
 مفقود نہیں ہوا لہذا مجھے امید ہے کہ اگر ہم میں مصائب برداشت
 کرنے کی کافی قوت ہے تو اب بھی کسی نہ کسی طرح انصاف
 حاصل کیا جاسکے گا۔ برطانوی آئین کے متعلق میرا خیال یہ
 ہے کہ یہ صرف ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو خود بھی اپنی مدد
 کرنے کو تیار ہیں مجھے یہ یقین نہیں کہ یہ آئین کمزوروں کی حمایت
 کرتا ہے بلکہ یہ طاقتوروں کو اپنا زور برقرار رکھنے اور اسے
 بڑھانے کا آزادانہ موقع دیتا ہے اور کمزور اس سے تباہ ہو جاتا
 ہیں۔ چونکہ برطانوی آئین سلطنت پر مجھے اعتماد تھا لہذا میں نے
 اپنے مسلمان احباب کو مشورہ دیا ہے کہ وہ حضور کی گورنمنٹ کے
 ساتھ اپنی اعانت ترک کر دیں اور اگر برطانوی وزراء کے
 وعدوں اور جذبات اسلامی کے مطابق شرائط صلح پر نظر ثانی
 نہ کی جائے تو ہندو بھی مسلمانوں کے شریک ہو جائیں۔ اس

صریح ہے انصافی کے خلاف جس کے وزیر اور ملک معظم گوبانی
 نہ ہوں لیکن شریک قطعاً ہیں مسلمانوں کے شدید ترین اظہار
 ناراضی کے حسب ذیل تین راستے ہیں۔
 ۱) کشت و خون کرنا۔

(۲) اعلیٰ پیمانہ پر ہجرت کی تبلیغ و اشاعت کرنا۔

(۳) گورنمنٹ کے ساتھ عدم تعاون (نان کو آپریشن) پر
 عمل کر کے کاپے انصافی میں شرکت نہ کرنا۔ حضور والا کو معلوم
 ہو گا کہ ایک وقت میں بہادر ترین مگر نا عاقبت اندیش
 مسلمان کشت و خون کے حامی تھے اور نیز یہ کہ اب بھی صدک
 ہجرت پر لبیک کہنے کو لوگ تیار ہیں لیکن میں یہ دعویٰ
 کرنے کی جرات کر سکتا ہوں کہ بہترین استقامت و معقول
 دلائل کے ساتھ میں کشت و خون کے طرفدار فرقہ کو اپنے راستہ
 سے باز رکھنے میں کامیاب ہوا ہوں۔ میں اس امر کا معترف
 ہوں کہ یہ فرقہ اخلاقی بنا پر اس کشت و خون سے باز نہیں ہا
 بلکہ اس لئے کہ یہ اس کے نزدیک زیادہ مفید نہ تھا۔ تاہم اس
 کا فوری نتیجہ یہ ہوا ہے کہ خواہ عارضی طور پر سہی لیکن کشت و خون
 رک گیا ہے اور طرفداران ہجرت کی عملی سرگرمی اگر بند نہیں ہوئی
 ہے تو سست ضرور ہو گئی ہے۔ اگر لوگوں کے سامنے ایک ایسی

عملی تجویز پیش نہ کی جاتی جس کو وہ خود کر سکتے ہوں اور جس میں کافی
 ایثار سے کام لینا پڑے نیز اس میں کامیابی بھی یقینی جو ہر شہر طبقہ
 تمام قوم اس پر عمل کرے تو میرا یہ اعتقاد ہے کہ کسی قسم کی تعزیری
 سزا میں کشت و خون کے شعلہ جو الہ کو نہ بچھا سکیں۔ اس قسم کی
 عملی کارروائی کے لئے صرف عدم تعاون (نان کوآپریشن) ہی
 ایک معقول و آہنی صورت تھی کیونکہ ازل سے یہ تسلیم کیا گیا ہے
 کہ اگر حاکم بڑے طریقہ سے رعایا پر حکومت کرے تو رعایا کو بہ حق
 حاصل ہے کہ اس کی امداد سے دست بردار ہو جائے۔ میں
 تسلیم کرتا ہوں کہ عدم تعاون (نان کوآپریشن) کی تجویز پر کثیر التعداد
 عوام کے کاربند ہونے سے اہم خطرات پیش آنے کا احتمال ہے
 لیکن ایسے نازک وقت میں جیسا کہ مسلمانان ہند پر آگیا ہے
 کوئی ایسی تجویز ناممکن ہے جو خطرہ سے خالی ہو اور اس سے مقصد
 بھی حاصل ہو جائے۔ اس وقت اگر تھوڑے سے خطرہ کے
 خیال سے خاموشی اختیار کی گئی تو آئندہ عظیم الشان خطرات کی
 دعوت دینا پڑے گی بلکہ نظام و قوانین بھی تباہ و برباد ہو جائیں گے
 تاہم اب بھی عدم تعاون سے بچنے کی ایک صورت موجود ہے
 اور وہ یہ کہ مسلمانوں کی عرصہداشت میں درخواست کی گئی ہے
 کہ حضور اس ہنگامہ کی رہنمائی فرمائیں جیسا کہ آپ کے متنازع پیش رو

نے جنوبی افریقہ کے ہنگامہ میں کی تھی لیکن اگر حضور یہ راستہ اختیار نہ کر سکے اور عدم تعاون کی شدید ضرورت پیش آئی تو مجھے امید ہے کہ حضور میرے اور ان لوگوں کے متعلق جو میرے مشورے پر عمل کر رہے ہیں کم از کم اس قدرتِ تسلیم فرمائیں گے کہ ہم نے مجددِ اپنے ضروری فرض کے اہم ترین حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا ہے۔

۲۲۔ جون ۱۹۲۰ء

حضور کا تابعدار۔ ایم کے گاندھی

گورنمنٹ ہند کو اسلامی جذبات اور ہندوستانیوں کے مطالبات سے مطلع کرنے کے ساتھ ہی ساتھ مسلمانان ہند کو بھی خلافتِ مقدسہ و مقاماتِ محترمہ کے بقا و احترام میں سعی بلیغ کرنے، اپنے مطالبات پر مضبوطی سے قائم رہنے، اور ان کے خلافتِ شراکطِ صلح طے کرنے کی صورت میں عدم تعاون، ترکِ موالات اور حکومت سے قطعِ تعلقات کرنے کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔ نان کو آپریشن کی تحریک اور مسٹر گاندھی کے بعض فقرات پر اہل اسلام کو جو کچھ شبہات و شکوک ہو سکتے تھے ان کا دفعیہ کر دیا گیا۔ چنانچہ مرکزی خلافتِ ممبئی کی طرف سے تحریر

شائع ہوئی۔

مسلمانان ہند سے ضروری درخواست

ظاہر ہے کہ موجودہ وقت ہر مسلمان کے لئے سخت آزمائش و امتحان کا وقت ہے۔ اس وقت مظلوم اسلام کی پکار اس کے سوا کچھ نہیں کہ اسلام کا ہر بچہ جس قدر ایشاد و قربانی کر سکتا ہے وہ کرے۔ مرکزی خلافت کمیٹی نے بہت غور و فکر کے بعد ترک موالات کی راہ عمل طے کی ہے اور وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے میں ہر قسم کی امداد و اعانت کی طالب ہے۔ ہم خدا اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر یہ چاہتے ہیں کہ تمام مسلمانان ہند ہر قسم کی قربانیاں کر کے اس تحریک کو کامیاب بنائیں۔ چندہ دیں، وقت صرف کریں، نوکریاں چھوڑیں، اعزات واپس کریں غرض مالی و نفسانی قربانیاں جس قدر ہو سکتی ہیں وہ کریں لیکن بایں ہمہ ہمارا یہ مقصد نہیں کہ اگر مسلمان کی کوئی مبارک عمت ترک موالات سے زیادہ ایشاد و قربانی اپنے مذہبی احکام کے مطابق کر سکتی ہے تو وہ نہ کرے یہاں تک کہ خود گاندھی جی بھی رائے ہے جو اس تحریک کے مشیخ اور ممتاز کارکن ہیں۔ گاندھی جی نے ۲۲۔ جون کو جو خط ہزارکلسنسی و الاسرائیل

کے نام پھیل گیا ہے اس کے بعض جملوں سے بعض اسلامی حلقوں میں یہ شبہات پیدا ہو رہے ہیں یا پیدا ہو سکتے ہیں کہ گاندھی جی بھرتا وغیرہ مذہبی احکام کے مخالف ہیں اور وہ ترک موالاة کے پردہ میں ان کو روکنا چاہتے ہیں۔ میں نے خود اس کے متعلق گاندھی جی سے گفتگو کی ہے اور پہلے سے بھی خیالات معلوم تھے انہوں نے قطعاً اس سے انکار کیا اور صاف صاف اپنا منشا ظاہر کر دیا کہ ”میں مسلمانوں کو ان کے مذہبی احکام پر عمل کرنے سے روکنا نہیں چاہتا۔ ہاں ایک متحدہ راہ عمل میں نے مقرر کر لی ہے جس پر میں چاہتا ہوں کہ مسلمان بھائیوں کی طرح ہندو بھیلیں اور انصاف کو مرنے سے بچالیں لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ جب تک کوئی اور تحریک مشفقہ فیصلہ سے ملے نہ سب لوگ اسی تحریک پر عمل کریں تاکہ خیالات و قوت منتشر نہ ہو اور پوری طاقت سے ایک تحریک کامیاب ہو سکے۔ اگر اس میں ناکامی ہوئی تو مسلمان مختار ہیں کہ وہ اپنے مذہبی احکام پر جس طرح چاہیں عمل کریں“ ترک موالاة کی تجویز و سنو رہے کے وقت بھی گاندھی جی نے یہی فرمایا تھا اور اب یقین ہے کہ اس مزید تصریح کے بعد ہر شخص کے شکوک رفع ہو جائیں گے۔ اب ہر شخص کا فرض یہ ہے کہ وہ کامل جدوجہد

اور کافی استیصال و طاقت کے ساتھ ترک موالاۃ پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ گاندھی جی اوائل جولائی سے ہمارے ساتھ دفتر خلافت میں مقیم ہیں تاکہ ہمارے ساتھ رہ کر کامل اہتمام اور پوری قوت سے ترک موالاۃ کو کامیاب بنائیں۔ گاندھی جی کا مکملہ خلافت میں یتشف اور اپنے پورے وقت اور قوت کو صرف فرمانا یقیناً ہر مسلمان کے لئے موجب شکریہ ہے اور ہندو مسلم اتحاد کی مزید تقویت کا باعث ہوگا۔ اب ہم تمام فرزندان اسلام اور برادران وطن کا فرض ہے کہ وہ غیر منزحل طاقت کے ساتھ ترک موالاۃ پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ آپ کے دستخط کے لئے ترک موالاۃ کا عہد نامہ ارسال خدمت ہے امید کہ آپ اس کی خانہ پڑی کر کے اسلام کی ایک ضروری خدمت انجام دیں گے اور اپنی شرکت سے اس تحریک کو کامیاب بنائیں گے۔

شوکت علی خادم کعبہ آفریدی سکریٹری مرکزی خلافت کمیٹی

جبئی

۳۔ جولائی ۱۹۲۰ء

اسی اثناء میں حضرات علماء کرام کی خاص انجمنیں بھی بنگال، بہار، صوبہ متحدہ اور دارالسلطنت دہلی میں "جمعیتہ العلماء"

کے نام سے قائم ہو گئیں جنہوں نے تمام اہل ہند کی متفقہ آواز میں
 شریک ہونے کے علاوہ مخصوص شرعی نقطہ نظر سے مذہبی احکام کی
 تبلیغ و اشاعت شروع کر دی اور مکمل خلافت و بقائے اقتدار
 خلیفہ المسلمین کی اہم دینی حیثیت سے حکومت کو بخوبی مطلع کر دیا۔ لیکن
 افسوس ہزار افسوس کہ گورنمنٹ نے ۱۹۴۷ء کو رٹ و فارہند و مستانیوں کی
 درخواست پر مطلق توجہ نہ کی۔ اُن کی چیخ پکار کی قطعاً پرواہ نہ کی اور
 اُن کی در و بھری آواز کو پرکاش کی برابر بھی وقعت نہ دی۔ مظلوم ترکوں
 اور بے دست و پا خلیفہ المسلمین کے ساتھ ظالمانہ و جابرانہ مشرطنہ سلوک
 میں اپنے خلاف انصاف روشن کو ذرا بھی نہ بدلا۔ اہل ہند نے اپنا
 فرض ادا و محبت تمام کرنے کے بعد حسب اعلان یکم اگست ۱۹۴۷ء
 سے ترک ممالک پر سرگرمی سے عملدرآمد شروع کر دیا جس کی ابتدا
 یوں کی گئی کہ اس روز تمام ہندوستان میں بازار اور جملہ کاروبار بند
 کر دیے گئے نہایت امن و سکون سے حکومت کے خلاف کسی احتجاج
 بلند نہ کی گئی اور سلطان اسلام کی اقتدار اور ممالک اسلامیہ متفقہ سہ کی
 آغواہی کے لئے دوبارہ احادیث میں دعایا لگی گئی۔ اس کے بعد بادشاہ
 کوشش کی گئی کہ حکومت سے ہر قسم کے تعلقات بالکل منقطع
 کر لئے جائیں۔ یعنی سرکاری ملازمت (خصوصاً تہج اور پولیس)
 اور نیز وکالت ترک کر دی جائے۔ خطاب اور اعزازی بھی رکے

اور سندیں واپس کی جائیں۔ کالجوں اور مدرسوں میں سرکاری امداد و اعانت لینے سے انکار کر دیا جائے اور کچھ لوگوں میں مفہم دائرہ نہ کئے جائیں۔ ہجرت کے متعلق بھی آواز اٹھائی گئی۔ آزاد کالج اور اسکول کھولنے، قومی عدالتیں اور پچاس تین قائم کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ خلافت کمیٹی نے اپنی اسکاٹی کوشش صرف کی اور ملک و قوم کے معزز ہنس اس تحریک کی اشاعت کے لئے کمر بستہ ہو گئے جنہوں نے اپنے آپ کو دن رات اسی کا حیر کے واسطے وقف کر دیا تحریروں و تقریر کے ذریعہ اہل ہند کو بیدار اور مسئلہ خلافت کی اہمیت و ضرورت سے آگاہ کرنا شروع کر دیا کثیر التعداد کتب و رسائل بھی شائع کئے گئے دینی احکام اور مذہبی فتاویٰ کی اشاعت کی گئی۔ جمیعہ علمائے ہند منصفہ دہلی کے اجلاس میں مشہور فتویٰ مرتب کیا گیا جس پر اقطار و اطراف ہند کے مقتدر و نامور ۴۷۴ علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خلاصہ ناظرین کی آگاہی کے لئے لکھ دیا جائے۔ وہ ہوا۔

(۱) لفظ موالات اصطلاح شرع میں بمعنی محبت (دوستی) و مناصرت و یا یہی امداد و مستل ہوتا ہے۔ اعدائے دین سے موالات باعتبار دونوں معنی کے حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

دشمنانِ اسلام سے مطلقاً موالات رکھنے سے منع فرمایا ہے
 ظاہر ہو یا باطناً۔ بالا جرت ہو یا بلا جرت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 اِنَّمَا يَحْنِكُمْ اللّٰهُ عَنِ الذِّیْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ
 مِنْ دِیَارِهِمْ وَظَاهَرُوا عَلٰی اَخْرَاجِكُمْ اِنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ
 يَتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ۝ تو چھوڑ دو جن کافروں نے
 دین کے معاملہ میں تم سے قتال کیا تم کو اپنے مالک سے بے ظل
 کر دیا اور تمہارے اخراج میں مدد دی اُن سے دوستی اور
 باہمی امداد کرنے سے خدا تم کو روکتا ہے اور جو لوگ ایسے
 کفار سے موالات رکھیں وہ سب ظالم ہیں جو مسلمان
 باوجود واقفیت اس مسئلہ کے اُن سے موالات رکھے سخت
 گنہگار اور یہ الفاظ قرآن کریم ظالم ہوگا (۲) گورنمنٹ ہند کی
 کونسلوں کی ممبری، پیشہ وکالت و مختار کاری وغیرہ، سرکاری
 یا نیم سرکاری کالجوں اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنا یا بچوں کو تعلیم
 دلانا، گورنمنٹ سے تعلیم میں مدد لینا، آئرییری میجسٹریٹ و خطا
 گورنمنٹ قبول کرنا یہ ساری چیزیں موالات میں داخل ہیں
 کیونکہ ان سے ظاہر حکومت کے ساتھ محبت پیدا ہوتی ہے
 اور باطناً امداد بھی۔ اس لئے بنا بر حکم ترک موالات ان امور
 سے علیحدگی واجب۔ اس کے علاوہ دیگر مفاسد کی بنا پر بھی

ان سب کا ترک کرنا واجب ہے۔ ترک کو نسل کے وجود و جہتِ نسل
ہیں۔

(الف) کو نسل قانونی ہو یا انتظامی اس کا مقصد نظام حکومت
کا استحکام و انصرام ہے جو حکم کھلا حکومت کی معاونت ہے۔
(ب) کو نسل میں اکثر غیر شرعی قانون وضع کئے جاتے ہیں
جن کی تحریک یا تائید یا اس پر سکوت یا وجود قدرت مخالف
کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من دعا منکم منکر ا فلیخیرہ بیدہ وان لم یستطع
فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص تم میں سے بُری بات دیکھے
تو چاہئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے دور کر دے اور یہ نہ کر سکے
تو زبان سے اور یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے)

(ج) کو نسل میں قوم انگیز بھی ہوتی ہے جو ظالم و دشمن دین
ہے جس کے ساتھ اغوازی نشست حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ ترجمہ
پس یاد آسنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

(د) حکومت کی وفاداری کا قسم کھانا بھی ضروری ہے جو
حالتِ موجودہ میں اپنے اختیار سے مسلمانوں پر حرام ہے۔

پیشہ قانون حرام ہونے کے وجہ - (الف) قانون پیشہ
اصحاب حکومت کے نصف نظام یعنی شعبہ انتظامی کو قائم
رکھنے والے ہیں۔

(ب) اکثر قوانین دیوانی و فوجداری خلاف شرع ہیں جن کی
ترویج سراسر معصیت ہے۔

(ج) ہر قانون پیشہ اکثر اوقات قصداً محض التزام پیشہ کی وجہ
سے مظلوموں کے خلاف، ظالموں کی موافقت میں کام کرتے
ہیں جو سراسر ظلم ہے۔

(د) مقصد کو قانونی وارثہ میں لانے کے لئے قصداً جھوٹ
بولنے کی تعلیم و ترغیب دیتے ہیں۔

سرکاری کالجوں اسکولوں میں ترک تعلیم و تعلیم کے وجہ
(الف) اس تعلیم سے مقصد حکومت کی ملازمت یا قانونی
پیشہ کرنا ہے۔

(ب) مروجہ تعلیم غلبہ حب دنیا، حب جاہ، ہوا پرستی،
احکام شرعیہ سے لے اعتنائی و غیرہ کو مستلزم ہے اور یہ
سب چیزیں حرام ہیں۔

(ج) علم دین بقدر ضرورت جس کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے
مروجہ تعلیم میں عادتاً غیر ممکن ہے۔

قبول امداد حرام ہونے کے وجوہ (الف) یہ معاملہ اسباب
موالات سے ہے۔

(ب) تعلیم کا اصل مطلب فزت ہو جاتا ہے جس سے مفاد
مذکورہ پیدا ہوتے ہیں۔

(ج) شدت و غلطت جو دشمنان اسلام کے ساتھ رکھتے
واجب ہے قبول امداد سے باقی نہیں رہتی۔ بعض مشرکین کے
ہدایا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واپس فرمانا اسی معمول
ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں مصرح ہے۔

آئری می مجسٹریٹری و اغازی عہدے (الف) ان سے
حرام ہونے کے وجوہ۔ - گورنمنٹ کی مدد ہوتی ہے۔
(ب) اس سے قوانین مخالف شرع کے مطابق فیصلہ کرنا
ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ
فاولئک هم الظالمون یعنی غیر شرعی فیصلہ کرنے والے
ظالم ہیں۔

(ج) ان کی وجہ سے مہانت فی الدین کرنا پڑتی ہے۔
خطابات حرام ہونے کے وجوہ۔ (الف) وہ ذوالخ
موالات محرمہ ہیں۔

(ج) اصحاب خطابات کو دشمنان دین سے میل جول ان کی

تعلیم و تکریم ضرور کرنی پڑتی ہے جو حرام ہے۔

(ج) اعدائے دین سے عزت و جاہ کے طالب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَبْتَغُوا عِندَہُمَا الْعِزَّةَ فَانَ الْعِزَّةَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا یعنی کیا لوگ کفار کے نزدیک عزت چاہتے ہیں حالانکہ کل عزت اللہ کے اختیار میں ہے (۳) گورنمنٹ کی جملہ ملازمتیں جن سے اس کی اعانت ہوتی ہے حرام ہیں بالخصوص پولیس اور فوجی ملازمت کیونکہ ان کو اپنے مسلمان بھائیوں پر گولیوں چلانا پڑتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ یَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّحْتَدًا بِغَرَاۓِبٍ جَہَنَّمَ خَالِدًا ۱۰ یُحَاۡلِیْہِ یعنی جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے گا وہ جہنم میں ہمیشہ عذاب دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ خَلِیْسٌ مِّنَّا رَجُوْهُ شَخْصٌ ہِمَّ پَرِیْتِہِیَارِ اُٹھا وہ ہم میں سے نہیں) (۴) دشمنان اسلام انگریزی قوم کے مال خریدنا یا ان کے ہاتھ بیچنا جس سے ان کو قوت حاصل ہو ممنوع و ناجائز ہے (۵) ایسے غیر مسلم سے جو مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو ملکی و متحدہ ریاستوں کا اتحاد جائز ہے لیکن فرطِ جوش اتحاد میں مسلمانوں کو کوئی ایسا امر نہ کرنا چاہئے جو غیر مشروع ہے ورنہ ایسا اتحاد ناجائز ہے۔ ایسے غیر مسلم سے امور مذہبی میں مدد لینا جائز نہ

کتب فقہ میں یہ مسئلہ بجا رحمت مذکور ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں یہود کے مقابلہ میں بعض دیگر یہود سے مدد لی۔ غزوہ حنین میں صفوان بن امیہ سے مدد لی (۶)۔ کسی غیر مسلم کا مشورہ نیک جو شریعت کے منافی نہ ہو قبول کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے جہاں پائے لے لے۔ ہاں مشرکانہ غائبیات کا اتباع حرام ہے مگر یہ واضح رہے کہ بحق مسلم کسی غیر مسلم کی سیادت کلی ہو یا جزئی ہرگز جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

فقیر نے بھی ایک فتوے ترک موالات پر مرتب کیا جس میں فرنگی محل لکھنؤ، بدایوں شریف، دہلی، سہارن پور، دیوبند وغیرہ کے علماء کرام کی تحریرات ہیں اس کے بعض ضروری مضامین کا ملخص یہ ہے۔

کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ سے موالات و مہورت اہل اسلام کو حرام قطعی اور اس کا ترک کرنا فرض لازمی ہے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَدْرِي كَيْفَ تَحُدُّ وَلَا حَسَابٌ۔

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى اولیاء
 الا یہ بالخصوص زمانہ موجودہ میں جبکہ حالات حاضرہ یہ ہیں
 کہ نصاریٰ نے مسلمانوں سے مقاتلہ کیا۔ انکو ان کے اسلامی ممالک
 سے نکال دیا۔ اور جنگ کو جنگ صلیبی قرار دیا ان سے ایسے تعلقات
 جو باعث موالات ہوں حکم نص صریح انما ینھلکم اللہ الا یہ
 حرام و ممنوع ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی مدد کرنا ان سے ایسی مدد
 لینا جو غیر اہل الموالات ہو (مثلاً ان کی ملازمت کرنا، ان کے
 کالجوں اسکولوں میں پڑھنا یا ان سے اسکولوں میں عطیہ و امداد
 لینا) کیونکہ جائز ہو سکتا ہے۔ ہر مسلم عاقل بالغ پر لازم کہ وہ
 احکام خدا و رسول کی پابندی کرے خواہ اس میں والدین یا دیگر
 دنیا والے ناراض ہوں۔ پس ایسے مدارس سے جن کا تعلق
 گورنمنٹ کے ساتھ ہے تمام مسلمان عاقل بالغ طلبہ پر علیحدہ
 ہو جانا فرض ہے اور اس علیحدگی میں ان کو اپنے والدین کی اجازت
 لینا ضروری نہیں بلکہ والدین کی ممانعت پر عمل کرنا جائز نہیں۔
 کیونکہ لا طاعة للمخلوق فی معصیۃ الخالق سرور عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ایک رسالہ خاص ترک خطابات کی ضرورت و فرضیت پر لکھا
 جس کا خلاصہ یہ ہے۔

مسلمانوں۔ عالم اسلامی کے حبیب و خطرناک مناظر مصائب کا مشاہدہ
کیا کچھ کم ہوا۔ خلافت اسلامیہ کے اسباب زوال و
بربادی کا مضمون کیا اب بھی دوہرائے جانے کے لائق رہ گیا۔
آہ جزیرۃ العرب کو اسلام و خلیفۃ المسلمین کی مقدس خدمت کے
حصن حصین سے نکالنے کا منصوبہ ظہور میں آگیا۔ ممالک و بلاد اسلامیہ
پر صلیب کا غاصبانہ قبضہ ہو چکا۔ خادان وراثت و توحید و رسالت
اور پستار ان الوہیت و وحدانیت کے ساتھ ہیجان و ظالمانہ طور پر
عمل کس قدر باعث تھنک دین و تضحیک و تذلیل مسلمین ہوا اور پھر
نشاب بھی آنکھیں کھولو۔ اٹھو اور غم ثبات و صبر استقلال سے
مردانہ واریا امن و سکون دورِ عمل آغاز کرو۔ حکومت برطانیہ کی
تاریخ کو گواہ بنا دو کہ بار بار کی وعدہ خلائفوں اور طرح طرح کی لاپرواہیوں
کے بعد اس کے ارکان نے تم کو مجبور کر دیا کہ اب ترک اتحاد عمل اور
ترک مدارات کے لئے حسب مشورہ ارباب و روحانی خود کو پیش کر دو
یقین رکھو ہر وہ راہ جو مادی مصیبتوں و کلفتوں اور جسمانی آفتوں اور دنیاوی
کی عمیق خندوں اور ناہموار سطح کی چند چند دشواریوں و سختیوں سے
محمور ہے بس وہی ایمان داروں کی راہ ہے اور اسی کا قطع
کرنے والا کبھی ویش الصابرين الذين اذا اصابته مصيبة
قالوا انا لله وانا اليه راجعون کا اعزاز سرمدی پاتا ہے اور

کبھی اذلتک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون کے
 نشانِ عزت سے نوازا جاتا ہے۔ تمہارے سامنے ماویت
 کے کمزور تعلقات قطع کر دینے کے چند مراتب ہیں جو تم سے
 خلوص کا صبر و استقلال چاہتے ہیں اور پھر تمہارے ناموں قومی
 و جذبہ مذہبی کی حفاظت و قیام کے انشاء اللہ ضامن و کفیل
 ہوئے جاتے ہیں۔ دیکھو وہ جن کو تم اپنا عزت دینے والے اور
 سمجھے ہوئے ہو وہی تمہارے جذبہ مذہبی کو خاطر میں نہیں لاتے
 تمہارے اظہارِ ملال و آہ و وایلا پر توجہ کی فرصت ان کو
 نہیں ملتی اور بد قسمتی سے کبھی ایسا موقع تمہارا دفنِ انگلستان
 پہنچ کر سات سمندر پار جا کر حاصل کر بھی لیتا ہے تو بھی سوال
 و عرضداشت سے قبل جواب مل جاتا ہے۔ تمہارے اماکن
 مقدسہ اور جزیرہ العرب کو غیر مسلم اثر و اقتدار سے محفوظ رکھنے
 کا وہ اب تک کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے۔ وہ ایسی
 لڑائیوں کو جن میں تم نے خلافِ شریعت اقدام کر کے ان کا
 بہت کچھ جاننا زانہ (استغفر اللہ) ساتھ دیا صلیبی و مذہبی
 جنگ کہہ چکے۔ وہ مسجدِ صوفیہ کے بلند میناروں سے اللہ اکبر
 کی صدا کے توحید سننا گوارا نہیں کرتے حضرت عمرؓ و خالدؓ کے
 نفوذِ طاقت پر اسلام کا ہلالی پرچم لہراتا نہیں دیکھ سکتے۔ وہ یقیناً

ترکی خلافت کے ساتھ اس کے دیگر حلیفوں کے بالمقابل ناروا
 سلوک و نا انصافی سے ملو زیادتی کرتے رہے ہیں۔ ایسی
 حالت میں کیا تم ان کے عطا کردہ فانی، برباد ہونے والی،
 جھوٹی عزتوں پر ناز کرو گے اور دین و مذہب کی پامالی، تشخص
 و امتیاز قوم مسلم کی تذلیل کو ٹھنڈے دل سے روا رکھو گے۔ عالم نجات
 و آخرت پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں قرآن تم کو دعوتِ غرت
 و عظمت دے رہا ہے۔ خدا کی زمین کے حقیقی وارث تمہیں ہو
 اگر تم مسلمان بن جاؤ اور عارضی و فانی غلوں سے روگرداں
 ہو جاؤ انتم ہلا علوں کا بٹنہ خداوندی تمہارے لئے ہے اگر
 ان کلمتِ مومنین کا مصداق صحیح تم میں نمودار ہو جائے۔
 غرت دین کے لئے دنیا ترک کر دینے کو ہر وقت مستعد ہو۔
 ہاں اس وقت تم میں حضرت عمرؓ کی روحانیت آجائے گی
 اور تم سے لنادقاب لادض زمین کے مالک ہم ہیں حضرت
 عمرؓ کا ارشاد ہے) کوادے گی۔ آہ یہی وقت ہو جن کو
 ہمارا مصلح و مزکی اعظم موجب خرابی بنا گیا۔ بخاری مسلم
 انسانی کی روایت ہے ہر کار عالم منبر پر ہیں صحابہ آسن پاس
 ہیں ارشاد دہو رہا ہے۔ منجملہ ان چیزوں کے جن کا مجھے تمہاری
 نسبت خوف ہے دنیا کی خوبی و غرت و زینت ہے۔

ایک اور حدیث بگوش ہوش سنو۔ ترمذی ج ۲۔ حضرت عدی بن حاتم (پہلے عیسائی تھے) حاضر بارگاہ رسالت ہوئے ہیں گلے میں سونے کی صلیب کی تمثال ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اس بت کو گلے سے اتار کر پھینک دے۔ اس حدیث کو تمام خطاب یافتہ اپنے اپنے خطاب و تمنہ کو دیکھیں کہ اس میں تصویر صلیب ہے یا نہیں۔ اگر ہے اور یقیناً ہے تو سوچیں کہ آپا سوائے توبہ کے اور جلد سے جلد اس کو پھینک دینے کے اور چارہ حفاظت کمال ایمان کا ہی ہرگز نہیں۔ حدیث بخاری والوداؤد۔ حضرت عائشہ سے

مروی۔ حضور ہر اُس چیز کو توڑ دیتے جس میں صورت صلیب ہوتی۔ پس دین و مذہب کا واسطہ دیکر۔ قرآن و حد رسالت کا اقرار یاد دلا کر تمہارا خداوند تعالیٰ کے خوف کے ساتھ ہر مسلمان خطاب یافتہ سے مکر وعین ہے کہ ایک بار وہ پھر غور کرے کہ دین دنیا۔ خدا واسوا۔ عزت آخرت و عزت مادیت۔ ان میں سے وہ کس کو پسند کرتا ہے، آخر میں بصورت فتویٰ ترک خطابات و اغازات پر حکم دینی مذکور ہے جس پر مشہور علمائے کرام کے دستخط ہیں۔

الحمد للہ کہ تحریک خلافت نے باقاعدہ جدوجہد کے ساتھ کامیابی حاصل کی اور تمام ملک کے اندر صوبہ وار پھر ضلع وار خلافت کی بنیادیں

قائم ہو گئیں۔ خدا سے بزرگے جو دو احسان، فضل و کرم، لطف و انعام کی
 بڑی ناشکری ہو اگر ان عظیم الشان نتائج و اثرات کے انہما میں کسی کی بچاؤ
 نہایت ظلیل درستی میں باوجود مولع کثیرہ و معاوقات عظیمہ تحریر کا خیال فہم سے
 ظاہر ہوئے جن کے طور کے لئے اس کی قدرت و کارسازئی نے خلافت کیٹی کے
 وجود اور کارکنان تبلیغ خلافت کی سماعی جہیلہ کو واسطہ و ذریعہ بنا دیا اس
 تحریر کے تمام ملک کو جو سب سے بالکل غافل تھا راہ عمل پر لگا دیا، خلافت
 اسلامیہ و جزیرۃ العرب کی تحفظ و حرمت کے واسطے آٹھ کروڑ مسلمانوں کی آواز
 اوقلیبی جذبات کو متحد بنا دیا، سخت یا یوں کہن، ہیبت ناک، اور ہرست
 اندوہی و بیرونی محالہ توں کے باوجود ہندوستان کی دو قوموں (مسلم
 اور ہندو) میں علی طور برائے اتفاق قائم رکھنے کی کوشش جاری رکھی ہندوستان کی سب سے
 قدیم سیاسی کمیٹی نیشنل کانگریس کو بھی ترک موالات کا نظام کا منظور کرنا پڑا جس کی ترک
 موالات کانگریس کمیٹی کا مقصد بن گیا اور جہاں عمل ابتدا و محض خلافت کمیٹی نے
 دکھائی تھی وہ تمام ملک کے واسطے آگے بڑھ دی و ذریعہ ترقی مان لی گئی آغاز کار میں نہما
 گا نہ ہی جی خلافت کمیٹی کی تجویز و تحریک ترک موالات میں مدد حاصل تھے مگر بعد و دیگر
 ہرادران وطن بھی شریک کار ہو گئے، ملکی آزادی اور مولج کی آواز بڑی قوت اور
 زور و دست طاقت کے ساتھ ہندوستان کے ہر گوشہ سے بلند ہوئے گئی، کلکتہ میں قومی
 اجلاس کانگریس نے کثرت رائے سے ترک موالات کا نظام عمل منظور کر لیا مگر اس
 بھی چند نامور لیڈران و ممبران کانگریس کی جماعتیں اس سے علیحدہ ہو گئیں۔
 بالآخر مختلف اقوام، مذاہب، اور جماعتوں کے بین ہزار نمایندگان ہند کا
 اجتماع ناگپور میں ہوا جس میں سب نے بالفاق کامل ترک موالات کی

تجربہ کو منظور کیا ایک صدا بھی مخالفت باقی نہ رہی۔ اس اجلاس کے
 بعد کانگریس نے پورے جد و جہد سے تمام صوبجات و اضلاع میں اپنا نظام و
 کر کے ترک موالات پر عمل شروع کر دیا۔ اس بدروست پراسن، او عظیم الشان
 تحریک پر ملک و قوم کے مغز افواہ نے لبیک کہا اور میدانِ عمل میں اپنے وجود کو
 پیش کر دیا۔ بہت سے حضرات نے گورنمنٹ کی ملازمت ترک کر دی اعزازی
 عہدے سے اور خطابات واپس کرنا شروع کر دیے مثلاً شاہناشاہ بدر الدین
 صاحب سجادہ نشین مچھواری شریف اور مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد
 دہلی۔ جناب حافظ محمد احمد صاحب اہم دارالعلوم دیوبند نے خطاب شمس العلماء۔
 مسیح الملک حکیم اجل خاں صاحب دہلی نے خطاب عارف الملک و منتہی
 قیصر ہند، جناب کا ندھی صاحب نے منتہی قیصر ہند و منتہی قیصر ہند و زو لو، نوایا
 محمد اعلیٰ خاں صاحب پیر ستر پیر ٹھہ اور سید حسن امام صاحب ساکن گیارے
 آنریری مجسٹریٹ، آنریری سید آل بنی صاحب اگرہ نے خطاب خان بہادی
 واپس کر دیا۔ جناب پیر غلام مجدد صاحب سر سہی نے کرسی نشینی، نواب
 اسماعیل خاں۔ سید محمد حسین ڈاکٹر محمد عالم۔ نقشبندی احمد صاحب شروانی
 عبد المجید صاحب۔ ڈاکٹر سید محمود صاحب۔ بطور احمد صاحب الہ آباد۔
 معظم علی صاحب مراد آباد۔ آغا صفدر صاحب۔ غازی عبدالرحمن صاحب۔
 رانا فیروز الدین صاحب۔ مولوی عبدالقادر صاحب۔ مسٹر آصف علی صاحب۔
 دہلی وغیرہ وغیرہ نے اکثر صوبجات ہند سے پیر سٹری و وکالہ

ڈاکٹر عبد السبحان صاحب ساکن اعظم گڑھ نے ڈاکٹری سید محمد سمیع شاہ صاحب و غلام حسین صاحب الہ آبادی الینکٹر خفیہ پولیس نے ملازمت ترک کر دی۔ اس کی کسی قدر تفصیلی فہرست فقیر کے رسالہ ”الانظار“ میں موجود ہے جس کا شمار ایک سو تین تک پہنچتا ہے۔ ان حضرات کے علاوہ دیگر کثیر التعداد اصحاب نے بھی ترکِ خلق کیا ہے اور برابر کر رہے ہیں۔

مسلمانانِ ہندوستان نے اپنے مقدس خلافتِ اسلامیہ کی بقا و حرمت اور حفاظت کے لئے صرف ملازمتوں کے چھوڑنے، اعزازی عہدے اور خطابات و الپس کر دینے پر ہی اکتفاء کیا بلکہ وہ حاجی، مالی، ججانی، روحانی، ہر قسم کی تکلیف و ازیت سننے، سخت سے سخت مصیبت برداشت کرنے کے لئے کمر بستہ اور مستعد و آمادہ ہو گئے۔ اس حکومت اور ظالم و جابر حکومت نے اعلا رکلمۃ الحق کو ایک جرم قرار دیا۔ یہ گورنمنٹ اور استبدادی گورنمنٹ مسلمانوں کے صحیح، بالکل جائز، اور ایمانی مطالباتِ خلافت کو خلافِ قانون بتا کر صدائے احتجاج اٹھانے، مظاہرہ و مطالبہ کرنے اور انصاف چاہنے میں مانع و مارج، سدِ راہ و غلغلہ انداز ہونے لگے۔ لیکن یہ جوشِ سچا، واقعی اور کامل جوش تھا۔ یہ فوری، عارضی اور غلط جوش نہ تھا۔ یہ مطالبہ بجا، درست اور دینی مطالبہ تھا۔ بعض نمائشی، ذنیوی اور ناجائز مطالبہ نہ تھا۔ مقاماتِ متبرکہ جزیرۃ العرب، کعبۃ الشہداء، مدینۃ الرسول، عراقِ عرب، شام، فلسطین اور دار الخلافۃ الکائنۃ

کے تحفظ و قیام احترام کے متعلق مظاہرہ تھا کسی معمولی زمین مقام یا ذاتی مال متاع کی نسبت مظاہرہ نہ تھا۔ سچے۔ پکے اور جاننا و مسلمان۔ مذہب و ملت اور خلافت مقدسہ کے فلاکاراہل اسلام۔ اس حیات دنیا کو فانی و مستعار سمجھ کر۔ اس چند روزہ زندگی کو غیر باقی جان کر۔ اسلام کی عزت پر اپنی ظاہری رسوائی و ذلت کو موجب افتخار تصور کر کے۔ خلافت مقدسہ کی حمایت میں دینی و خاری وائید کو باعث تذلیل و توہین نہ خیال کر کے اپنے ارادوں میں منتقل اپنے اقوال و افعال پر ثابت قدم ہے محض مالک حقیقی اور خداوند قیوم و قدوس کے خوف و خشیت کو اپنے قلب میں جگہ دے اس عالم فانی کی بڑی سے بڑی اور ہر دوست سے زبردست سلطنت و حکومت سے مطلق خوف و ہراس نہ کیا۔ عقیدہ نہ جانے، پابند بخیر ہوئے، بخیر و خواب سہنے کو انہوں نے ملت و مذہب کی ذلت اور خلافت اسلامیہ کی امانت اپنی آنکھوں سے دیکھنے خاموش بیٹھنے اور جائز حکومت کو متنبہ نہ کرنے پر ترجیح دی۔ برطانوی گورنمنٹ نے ان کو گرفتار کر کے مقدمات چلائے لیکن بہادران ملک و ملت نے اپنے اہم کام سے متنبہ نہ ہو کر حکومت ہند نے ان پر فرد جرم اور خلافت واقع الزام لگا کر ضمانت طلب کیں مگر شیدائیان اسلام و خلافت نے پائے نجات میں لغزش نہ آنے دی اور ضمانت دینے سے صاف طور پر انکار کر دیا۔ حکام و عمال نے سزا دیں۔ تید یا مشقت کا حکم سنا دیا، اور زندان حبس میں بھیجا مگر وہ رستہ بہت وجہ است کہ تمام آلام و تکالیف کو ٹھنڈے دل سے گوارا کر لیا اور جذبات ایمان کے اظہار میں ذرا کوتاہی نہ کی خوشی خوشی مجلس میں چلے گئے اور تیور پر ہل نہ آنے دیا

اول، حضرت مولانا شاہ محمد نواز صاحب الہ آبادی مولوی حبیب الرحمن صاحب الہ آبادی
 پھر مولوی ظفر علی خان صاحب اویڑ مینار، مولوی ظفر الملک صاحب، صوفی نقار اللہ صاحب
 عثمانی، مولانا نثار احمد صاحب کانپوری، مولانا پیر غلام محمد صاحب سہی، مولانا حبیب الرحمن
 صاحب مہاجر مدنی، رئیس الاحرار مولوی محمد علی صاحب، مولوی شوکت علی صاحب،
 ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچھو، مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علماء ہند، مولوی
 عبدالغفور صاحب انصاری، جناب مولانا ابوالکلام صاحب آزاد، جناب تقی احمد صاحب
 صاحب شرفانی، خواجہ عبدالحمید صاحب رئیس علی گڑھ، جناب مولانا شاہ سلاطین صاحب
 لکھنوی، جناب مولانا ریاست حسین صاحب رائے بریلی، جناب ٹیپو حبیب الرحمن صاحب مدرس
 جناب مولوی منظور الحسن صاحب (آزیزیل)، جناب آغا صفدر صاحب الکوٹ، جناب سید
 عارف حسین صاحب مہنسوی۔ جناب مولوی نذیر احمد صاحب جندی خطیب العلماء،
 جناب مولوی عبدالرازق صاحب دیر پنجام کلکتہ، جناب چودہری خلیل الرحمن صاحب
 جناب شیخ شوکت علی صاحب، حکیم عبدالوالی صاحب لکھنؤ، جناب سید عبدالودود صاحب بریلی
 وغیرہ کثیر الشعار حضرات اسیر قید فرنگ ہوئے اور وہاں بھی اپنا کام کر رہے ہیں اور ان کے
 کی مشقّت و ادیت پائے ہیں مگر خلافت کی تائید و حمایت کی حد اس مقام سے بھی بلند کر رہے
 ہیں۔ بڑی نا انصافی اور ہٹ دھرمی ہوگی اگر مسلم فداکاروں کے ساتھ اہل وطن اور ہندو
 اصحاب کی ہمت و جوش کا ذکر نہ کیا جائے جنہوں نے مسئلہ خلافت میں مسلمانوں کے دوش
 بدوش کام انجام دیکر چل خانہ کو گوارا کیا۔ جناب لالہ لاجپت رائے جیسا لاہور، جناب پٹیل
 موتی لال نہرو جو اہر لال نہرو صاحبان الہ آبادی، مسٹر سی آر داس صاحب کلکتہ

جناب مہاتما گاندھی صاحب، جناب سوامی شنکر چاریہ صاحب اور نہایت نامناسب ہوگا اگر ان
رضاکارانہ خلافت کو نہ سراہا جائے جو ہزاروں کی تعداد میں جامعین اور پیغمبر بنا کر شریعت
سے جیل گئے اس پیش شوق میں کلکتہ بہت تیر قدم رہا اور پنجاب و صوبہ سندھ نے بھی خاص
سرگرمی دکھائی۔

یہ ہی زمانہ حاضر میں ہندو اہل ہند کا خلافت اسلامیہ اور اہل اہلین تعلیمہ المسلمین کے ہند
عقیدہ ہندو متی، تینا ز کشی اور ہندوئی کا تعلق جو انشا اللہ العزیز اسی جو سن و خروش تھا
استقلال و استحکام اسی مقبولی و استقامت کے ساتھ بر اقامت رہیگا اور جب اس کو منشا
سے تحفظ خلافت اور حفاظت خلیفہ المسلمین کا صحیح بہتر اور پورا تصفیہ نہ جائیگا موجودہ
حد و بحد و تحریکات ترک مولانا، اور عبد انوار و القضاہ تعلقات کی سرگرمی یونہی جاری
رہے گی مرکزی خلافت کمیٹی (کمیٹی) لاکھ نیر تحسین و آفرین ہو جس نے نصاب خدمات
و نظام عمل کو نہایت وسعت و وسعت و اولوالعزمیہ پیدہ پایا اور ہندوستان میں سلسلہ خلافت
کی خدمات کیلئے ایک مستقل مرکز و مستقر بنا دیا اور تمام ہندوستان میں اپنی شاخوں کو مسلسل
و مربوط کر کے ایک جمہوری شان خدمات خلافت کی رونما کر دی بلاشبہ مرکزی خلافت
کمیٹی سے پہلے ہندوستان کی کوئی قومی و مذہبی انجمن اتنی وسیع و استقر کیلی الاذیال
اس درجہ مقبول، اولوالعزمیہ کامیاب نہیں ہوئی اس کا مفصل حال ہم انشا اللہ قریب
اور چوتھے حصہ میں مناسب مقام پر درج کریں گے۔ اور بتائیں گے کہ مجلس مرکزی خلافت ہند
نے کیا کیا نمایاں اور کامیاب اعمال بسلسلہ خدمات خلافت مسلمانان ہند تک
پہنچائے اور کس کس طرح مسلمانوں کو ایک رشتہ خدمت میں منسلک کر دیا اور ہر ذی ہند
کے ممالک اسلامیہ و برادران دین و خاص مستقر خلافت، و ترک بھائیوں اور مجاہدین
اناطولیا سے کیسے متحرک و مضبوط اور اساتہ تعلقات قائم کر ائے۔ آج تک ہر ابر سیٹھ
احمد حاجی صدیق کھتری (ناظم اول مجلس مرکزی خلافت ہند) پر و ن ہند کے ممالک
اسلامیہ سے جو سلسلہ مراسلات و پیغامات بری و بحری ظاہر و شائع کرتے رہتے ہیں ان میں
برادرانہ خطوط و تارک بھائیوں کی طرف سے آتے جاتے رہتے ہیں وہ سب مجلس مرکزی خلافت کے رابطہ و تعلق

گرامی قدر فخر ملکات قوم جناب محمد علی صاحب و مولانا سید سلیمان صاحب و ڈاکٹر
النصاری صاحب اور خود صدر اعظم مجلس مرکز یہ جناب سیٹھ چھٹانی صاحب اپنے اپنے
زمانہ قیام و فدا انگلستان میں جو جو کوششیں مسلمانان عالم کے ساتھ خدا خلافت
میں اتحاد و اشتراک کی کرتے رہے ہیں اور جبل الخلافۃ براورم جناب شوکت علی صاحب
جیسی کچھ سعی برداران دینی یعنی مظلومین سمرنا و مستقر خلافت و مجاہدین
انگور اسکے لئے مال عطیات بھیجتے رہتے اور فراہم کرنے کے نمایاں کر گئے جو آج
تاک باقی و جاری ہے اور جس کے سبب اس وقت تک لاکھوں کی تعداد میں
نقد عطیہ خدام خلافت، و مظلومین سمرنا و مجاہدین اناطولیا کو حاضر کیا گیا اور
حاضر کیا جا رہا ہے وہ کوئی معمولی خدمت اور کمزور داعیہ اخوت نہیں۔
انشاء اللہ ان سب امور و اعمال و خدمات کی تفصیل آپ کو حصص سوم
و چہارم میں پڑھنی ہوگی۔

اس حصہ کو اسی مقام پر ختم کرتے ہمارے التجا ہے کہ جلد سے جلد مرکزی
مجلس خلافت کے ارکان و خدام و عمال خصوصی اپنا اپنا مختصر حال بذریعہ
پتیرہ بھجو بھیج دیں۔

نیز مجالس خلافت صوبہ جات سے بھی استدعا ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبہ
میں خدمات خلافت و تحریک ترک موالاٹ کے آغاز کار و خدمات کا
خلاصہ و نقشہ مع اسم صدر و ناظم مجلس صوبہ جلد سے جلد عطا فرمائیں۔

فیہر عبد الماجد قادری۔ بدایوں دارالتصنیف

۱۹ شعبان ۱۳۷۰ھ

اعلیٰ کام ادراں ۲۱۵

کارخانہ

عثمانی پرنس ایوان میں

محمد پر بیوں پر

چھپائی کا کام

انسانیت خوش خط چھپتا ہو۔ آجوت چھپائی امداد ہو۔ عربی۔ اردو۔
ہندی۔ ہر خط کے بہترین نمونے اور مسلم دستند اہل کتابت کی
فونٹ غلطی کے نمایاں نشان کے ساتھ جلد سے جلد چھپانا ہو
آزاد ہمارے کارخانے سے معاملہ کر کے ایک بار ضرور بخیر
دیکھئے۔ نیز یہ کارخانہ پہلی ہندی و سادہ جلد ہندی
کا کام بھی کرتا ہے۔

خادمِ قلم
محمد ظہور الحق مصنف و مدیر
پرنٹر

618117 19459

This book is due on the date last
stamped. A fine of 1 anna will be
charged for each day the book is
kept over time.
